روشنی کی قندیلیں

مرتبہ

محمد یونس قادری

جامع مسجد باباحیدرشاہ۔محلہ الھیاریار۔ٹنڈوآدم۔ضلع سانگھڑ۔سندھ پاکستان۔03023359863

فہرست

بسم اللہ الرحمن الرحیم ○

حرف اول

الحمدللہ رب العالمین ۔الصلوۃ والسلام علی سیدنا محمد و علیٰ آلہ واصحابہٖ اجمعین اما بعد۔
فیس بک پر ہمارا گروپ ”روشنی“ نامی میں ”روشنی کی قندیلیں“ کے عنوان سے سو واقعات لکھے گئے۔انہی واقعات کو ایک جگہ جمع کر کے یہ کتابچہ ترتیب دیا گیا ہے۔
یہ تمام واقعات انسانی کردار پر روشنی ڈالتے ہیں جن پر عمل کرنے سے دنیا و آخرت کی کامیابیاں نصیب ہوتی ہیں۔
فائدہ اٹھانے والوں سے دعا کی درخواست ہے۔

فقط

محمد یونس قادری

ٹنڈو آدم

۵ ذیقعدہ ۱۴۴۴ھ/ ۲۶ مئی ۲۰۲۳ء۔جمعہ

۱۔راست گوئی

شیخ محمد قائد روانی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضرت سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تھا۔اس روز میں نے آپ سے کئی باتیں پوچھیں،جن میں سے ایک بات یہ بھی پوچھی کہ آپ کی عظمت و بزرگی کا دارو مدار کس بات پر ہے؟

آپ نے فرمایا راست گوئی پر،میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا حتیٰ کہ جب میں مکتب میں پڑھتا تھا تب بھی کبھی جھوٹ نہیں بولا۔پھر فرمایا جب میں اپنے شہر میں صغیر سن تھا تو میں ایک روز عرفہ کے دن دیہات کی طرف نکلا اور کھیتی کے بیل کے پیچھے ہولیا اس نے میری طرف دیکھا اور کہا عبد القادر! تم اس لیے پیدا نہیں ہوئے ہو۔میں گھبرا کر اپنے گھر لوٹ آیا اور اپنے گھر کی چھت پر چڑھ گیا اور لوگوں کو میں نے عرفات کے میدان میں کھڑے ہوئے دیکھا۔

پھر میں اپنی والدہ ماجدہ کے پاس آیا اور ان سے عرض کیا کہ آپ مجھے خدا کی راہ میں وقف کر دیں اور مجھے بغداد جانے کی اجازت دیں کہ میں وہاں جا کر علم حاصل کروں۔میری والدہ نے مجھ سے اس کا سبب دریافت کیا تو میں نے انہیں یہی واقعہ سنا دیا،میری والدہ چشم بگریہ ہوئیں اور 80 دینار جو میرے والد ماجد نے آپ کے پاس چھوڑے تھے میرے پاس لے آئیں۔

میں نے ان میں سے چالیس دینار لے لئے اور چالیس دینار اپنے بھائی کے لیے چھوڑ دیئے۔میری والدہ نے میرے چالیس دینار میری گڈری میں سی دیئے اور مجھے بغداد جانے کی اجازت دی اور تاکید کی کہ کسی حال میں بھی راست گوئی نہ چھوڑوں،میں چلا اور میری والدہ مجھے باہر تک رخصت کرنے آئیں اور فرمایا اے فرزند! میں محض لوجہ اللہ (اللہ کے واسطے) تمھیں اپنے پاس سے جدا کرتی ہوں اور اب مجھے تمھارا منہ قیامت ہی کو دیکھنا نصیب ہوگا۔

پھر میں اپنی والدہ سے رخصت ہو کر ایک چھوٹے سے قافلے کے ساتھ جو بغداد جارہا تھا ہولیا۔جب ہمدان سے گزر کر ایک ایسے مقام میں پہنچے جہاں بکثرت کیچڑ تھا تو ہم پر ساٹھ سوار ٹوٹ پڑے اور انہوں نے قافلے کو لوٹ لیا اور مجھ سے کسی نے بھی تعرض نہ کیا۔مگر تھوڑی دیر بعد ایک شخص میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ تیرے پاس بھی کچھ ہے؟

میں نے کہا ہاں میرے پاس چالیس دینار ہیں۔

اس نے کہا وہ کہاں ہیں؟

میں نے کہا وہ میری گدڑی میں میری بغل کے نیچے سلے ہوئے ہیں۔اس نے سمجھا کہ میں اس کے ساتھ مذاق کر رہا ہوں اس لیے وہ مجھے چھوڑ کر چلا گیا۔اس کے بعد میرے پاس دوسرا ایک شخص آیا اور جو کچھ مجھ سے پہلے شخص نے پوچھا تھا وہی اس نے بھی پوچھا۔میں جو پہلے شخص کو جواب دیا تھا اس کو بھی وہی جواب دیا۔اس نے بھی مجھے چھوڑ دیا۔

ان دونوں نے جا کر اپنے سردار کو یہ بات سنائی تو اس نے کہا اسے میرے پاس لاؤ۔وہ آکر مجھے اس کے پاس لے گئے۔اس وقت یہ لوگ ایک ٹیلے پر بیٹھے ہوئے قافلے کا مال آپس میں تقسیم کر رہے تھے۔ان کے سردار نے مجھ سے پوچھا تیرے پاس کیا ہے؟

میں کہا چالیس دینار۔

اس نے کہا وہ کہاں ہیں؟

میں نے کہا میری بغل کے نیچے گدڑی میں سلے ہوئے ہیں۔

اس نے میرے گدڑی ادھیڑنے کا حکم دیا تو میرے گدڑی ادھڑ گئی اور اس میں سے چالیس دینار نکلے۔

اس نے مجھ سے پوچھا تمھیں اس کا اقرار کرنے پر کس نے مجبور کیا؟

میں نے کہا میری والدہ ماجدہ نے مجھے راست گوئی کی تاکید کی ہے میں ان سے عہد شکنی نہیں کر سکتا۔

راہزنوں کا سردار میری یہ گفتگو سن کر رونے لگا اور کہنے لگا کہ تم اپنی والدہ ماجدہ سے عہد شکنی نہیں کر سکتے اور میری عمر گزر گئی کہ میں اس وقت تک اپنے پروردگار سے عہد شکنی کر رہا ہوں۔

پھر اس نے میرے ہاتھ پر توبہ کی۔ پھر اس کے سب ہمراہی اس سے کہنے لگے کہ تو لوٹ مار میں ہم سب کا سردار تھا اب توبہ کرنے میں بھی تو ہمارا سردار ہے ان سب نے بھی میرے ہاتھ پر توبہ کی اور قافلے کا سارا مال واپس کر دیا۔ یہ پہلا واقعہ تھا کہ لوگوں نے میرے ہاتھ پر توبہ کی۔ (نوٹ: سچ کی برکت نے سب کے دلوں کو ہدایت کی طرف پھیر دیا)

بحوالہ: قلائد الجواہر فی مناقب سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ۔ ص:62 تا 64

تصنیف: علامہ محمد بن یحیٰ تاذفی رحمۃ اللہ علیہ۔ مترجم: علامہ محمد عبد الستار قادری

ناشر: کرماں والا بک شاپ۔ دربار مارکیٹ لاہور (Marfat.com) سن اشاعت: دسمبر 2009

۲۔ استعانت

حضرت بکر بن عبد اللہ المزنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا جانے لگا (تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کپڑے اتار کر رسی سے باندھا گیا اور منجنیق میں رکھا گیا) تو ساری مخلوق اللہ کی بارگاہ میں گڑ گڑائی (آسمان۔ زمین۔ پہاڑ۔ سورج۔ چاند۔ عرش۔ کرسی۔ بادل۔ ہوا اور ملائکہ سب رو پڑے اور سب نے کہا) اے پروردگار! تیرا دوست آگ میں ڈالا جا رہا ہے ہمیں اجازت مرحمت فرما کہ ہم اس کو بجھائیں۔

پروردگار عالم! نے ارشاد فرمایا وہ میرا دوست ہے اس کے سوا زمین پر میرا کوئی دوست نہیں اور میں اس کا رب ہوں اور میرے سوا اس کا کوئی رب نہیں ہے۔ اگر وہ تم سے مدد چاہتا ہے تو تم کو مدد کرنے کی اجازت ہے ورنہ تم اس کو اس کے حال پر چھوڑ دو۔

پھر بارش کا نگران فرشتہ حاضر ہوا اور عرض کیا یارب! تیرا دوست آگ کی نذر ہو رہا ہے مجھے اجازت ہو تو میں آگ کو بارش کے ساتھ سرد کر دوں؟

پروردگار عالم نے فرمایا وہ میرا دوست ہے اس کے سوا زمین پر میرا کوئی دوست نہیں۔ میں اس کا رب ہوں اور میرے سوا اس کا کوئی رب نہیں ہے۔ اگر وہ تجھ سے مدد چاہتا ہے تو تُو اس کی مدد کر دے ورنہ چھوڑ دے۔

چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو انھوں نے اپنے رب ہی سے دعا کی

(حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْل) (آل عمران:173)

(اللہ ہم کو کافی ہے اور بہترین کارساز ہے)

اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا اے آگ! ابراہیم پر ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جا۔ چنانچہ اس دن آگ مشرق و مغرب ہر جگہ ٹھنڈی ہوگئی اور بکری کا ایک پایہ پکانے کے قابل نہیں رہی۔

اگر اللہ رب العزت آگ کو ٹھنڈی ہونے کے ساتھ سلامتی والی ہو جانے کا حکم نہ فرماتے تو وہ تکلیف دہ حد تک ٹھنڈی ہو جاتی۔

(نوٹ: اللہ تعالیٰ سے کچھ بھی مانگتے وقت ساتھ سلامتی بھی مانگنی چاہیے۔ بغیر سلامتی کے مانگی جانے والی چیز نقصان دہ ہو سکتی ہے)

بحوالہ: حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء حصہ اول۔ ص:33

مؤلف: الامام الحافظ ابو نعیم احمد بن عبداللہ الاصفہانی رحمۃ اللہ علیہ۔ مترجم: مولانا محمد اصغر مغل صاحب

ناشر: دارالاشاعت۔ کراچی۔ سن اشاعت: جنوری 2006

۳۔ اذان کا احترام

امام خلیل بن شاہین رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ کسی شخص نے خواب میں خلیفہ ہارون رشید کی بیوی زبیدہ خاتون کو دیکھا کہ وہ ایک شاندار کرسی پر بیٹھی ہے۔ حامل خواب نے پوچھا کہ آپ کو یہ مقام و رتبہ کیسے حاصل ہوا؟

زبیدہ خاتون نے کہا ایک دن میں اپنی سہیلیوں اور پڑوس کی عورتوں کے ساتھ بیٹھی گپ شپ لگا رہی تھی تو میں نے اذان کی آواز سنی۔ تو میں نے ان عورتوں کو اللہ کے نام کی تعظیم و تکریم کی خاطر چپ کرایا یہاں تک کہ اذان ختم ہوئی۔ پس اللہ تعالیٰ مجھے وہ انعامات عطا فرمائے جو تم دیکھتے ہو۔

۴۔ نماز باجماعت

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے ایک دن حضرت سلیمان بن ابی حثمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو فجر کی نماز میں نہیں پایا۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ بازار کی طرف گئے، حضرت سلیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا مکان مسجد اور بازار کے درمیان تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ حضرت سلیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی والدہ حضرت شفاء کے پاس سے گزرے تو ان سے فرمایا کہ آج صبح کی نماز میں، میں نے سلیمان کو نہیں دیکھا۔ تو ان کی والدہ نے عرض کی کہ وہ رات کو تہجد کی نماز پڑھتے رہے اس لیے صبح ان کی آنکھ لگ گئی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے فرمایا فجر کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھنا مجھے ساری رات عبادت کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔

۵۔ نماز نہ چھوڑنا

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی جب بینائی کمزور ہوگئی اور آپ کو کم نظر آنے لگا تو لوگوں نے عرض کیا آپ اپنی آنکھوں کا علاج

کروائیں لیکن آپ کو کچھ روز نماز چھوڑنی پڑے گی۔کیوں کہ ان ایام میں حرکت سے نقصان ہوگا۔

آپ نے یہ بات سن کر فرمایا یہ کام مجھ سے کبھی نہیں ہوسکے گا کیوں کہ میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے نماز جان بوجھ کر چھوڑ دی اس سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نہایت غصہ اور غضب کے ساتھ ملاقات کرے گا۔لوگو! مجھے اندھا رہنا منظور ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے غضب اور غصہ کو کیسے برداشت کروں گا۔

بحوالہ:سلف صالحین کے ایمان افروز واقعات۔ص:61تا62

مؤلف:مولانا محمد نعمان صاحب

ناشر:ادارۃ المعارف کراچی14(besturdubooks.wordpress.com)

۶۔حرام کی سواری

حضرت مولانا مظفر حسین کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ دہلی سے اپنے وطن کاندھلہ آنا چاہتے تھے۔چنانچہ ایک بیل گاڑی کرایہ پر لی اور چل پڑے۔راستہ میں بیل گاڑی چلانے والے سے گفتگو کرتے ہوئے پتا چلا کہ یہ گاڑی ایک فاحشہ عورت کی ہے جو کرایہ پر چلاتی ہے۔یہ سن کر حضرت مولانا مظفر حسین کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ گاڑی سے پیشاب کرنے کے بہانے اترے اور پیشاب کے تقاضے سے فارغ ہو کر گاڑی والے سے کہا کہ بیٹھ بیٹھ کر ٹانگیں شل ہوگئیں ہیں،ذرا چلنا چاہتا ہوں تم گاڑی لے کر چلو،میں پیدل چلتا ہوں۔کافی دور چلنے کے بعد گاڑی والے نے کہا حضرت اب بیٹھ جائیے،حضرت نے پھر ٹال دیا،آخر کار وہ گاڑی والا سمجھ گیا اور کہا کہ آپ فاحشہ کی گاڑی میں نہیں بیٹھنا چاہتے ہیں۔حضرت نے اس کو کاندھلہ لا کر اس کی مزدوری دے دی،مگر پورے راستے پیدل ہی تشریف لائے۔(ص:94)

۷۔مظلومیت خریدنا

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ جب ملک شام سے مدینہ منورہ واپس لوٹے تو ایک رات اپنی رعایا کا حال جاننے کے لیے تنہا گشت پر نکلے۔آپ کا گزر ایک بڑھیا پر ہوا جو اپنے خیمے میں بیٹھی تھی۔آپ اس کے پاس گئے تو اس نے پوچھا ارے میاں عمر کا کیا ہوا؟

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے فرمایا وہ ملک شام سے بخیر وعافیت واپس لوٹ آیا ہے۔

بڑھیا نے کہا میری طرف سے تو اللہ پاک اسے کوئی بہتر بدلہ نہ دیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے فرمایا وہ کیوں؟

بڑھیا نے کہا وہ جب سے امیر المؤمنین بنا ہے اس کی طرف سے ہمیں کوئی درہم ملا ہے نہ کوئی دینار۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے فرمایا آپ یہاں اس ویرانے میں ہیں،بیچارے عمر کو آپ کی حال کی کیا خبر؟

بڑھیا نے کہا واہ سبحان اللہ،کیا عجیب بات کہی تو نے بخدا میں سوچ بھی نہیں سکتی کہ کوئی آدمی لوگوں کی گردنوں پر حاکم مقرر ہو جائے اور پھر اسے مشرق ومغرب میں رہنے والوں کی خبر نہ ہو۔

یہ سن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ رو پڑے اور اپنے آپ سے کہنے لگے ہائے عمر! ہر آدمی تجھ سے زیادہ سمجھ دار ہے۔پھر آپ

نے اس سے فرمایا ارے اللہ کی بندی! عمر کی طرف سے جو تجھ پر ظلم ہوا وہ مجھے کتنے کے بدلے فروخت کرے گی؟ میں اسے خریدنا چاہتا ہوں، کیوں کہ جہنم کے سبب مجھے عمر پر بڑا ترس آنے لگا ہے۔

بڑھیا بولی اللہ آپ کا بھلا کرے، برائے مہربانی مجھ سے مذاق نہ کیجیے بھلا ظلم بھی کسی نے خریدا ہے؟

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے فرمایا میں مذاق نہیں کر رہا۔آپ بڑھیا سے اس کا دکھ اور اس کی مظلومیت خریدنے پر اصرار کرتے رہے یہاں تک کہ آپ نے بڑھیا سے پچیس دینار کے بدلے اس سے اس کا دکھڑا خرید لیا۔ابھی آپ بڑھیا سے باتیں ہی کر رہے تھے کہ اچانک حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما آپ کے قریب آئے اور کہا

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ

امیر المؤمنین! آپ کو ہمارا سلام ہو۔

امیر المؤمنین کا لفظ سن کر بڑھیا کے اوسان خطا ہو گئے۔اس نے یہ کہتے ہوئے اپنا ہاتھ سر پر دے مارا ”ہائے میری کم بختی! میں امیر المؤمنین کو منہ پر گالی دے بیٹھی۔“

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے اس سے فرمایا اللہ تجھ پر رحم کرے۔کوئی بات نہیں۔پھر آپ نے لکھنے کے لیے دائیں بائیں کاغذ کا ٹکڑا تلاش کیا مگر کوئی ٹکڑا نہ ملا۔مجبوراً آپ نے اپنی پیوند شدہ قمیص کا ٹکڑا پھاڑا اور اس پر درج ذیل چند سطریں تحریر فرمائیں:

”بسم اللہ الرحمن الرحیم۔یہ اس بات کی تحریری دستاویز ہے کہ جب سے عمر حاکم بنا ہے اس دن سے لے کر فلاں تاریخ تک بڑھیا کے ساتھ جس قدر ناانصافی ہوئی وہ عمر نے پچیس دینار کے بدلے خرید لی ہے۔اب بڑھیا میدان حشر میں اللہ کے سامنے عمر کے خلاف کوئی دعویٰ نہیں کرے گی۔عمر اس سے بری ہو چکا ہے۔علی بن ابی طالب اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس سودے پر گواہ ہیں۔“

کپڑے کے ٹکڑے پر لکھی یہ دستاویز آپ نے اپنے بیٹے کے حوالے کی اور اس سے فرمایا جب میں مر جاؤں تو اسے میرے کفن میں رکھ دینا۔اس کے ساتھ ہی میں اپنے پروردگار سے ملوں گا۔(ص:97 تا 99)

بحوالہ: سلف صالحین کے ایمان افروز واقعات

مؤلف: مولانا محمد نعمان صاحب

ناشر: ادارۃ المعارف کراچی14(besturdubooks.wordpress.com)

۸۔استاد کی خدمت

جب امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے حماد نے سورہ فاتحہ ختم کی تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے استاد کو پانچ سو درہم بھجوائے۔اس رقم کو دیکھ کر استاد صاحب کہنے لگے میں نے کون سا ایسا کام انجام دیا ہے جس کے بدلے آپ نے کثیر رقم بھیجی ہے؟

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میرے لڑکے کو جو کچھ آپ نے سکھایا ہے اس کو حقیر نہ جانیں، واللہ اگر میرے پاس اس سے زیادہ ہوتا تو قرآن کریم کی عظمت کے پیش نظر وہ سب آپ کی نذر کر دیتا۔(ص:107)

۹۔سورہ یٰسین

ایک مرتبہ امام ناصر الدین بستی رحمۃ اللہ علیہ بیمار ہوئے اور اس بیماری میں آپ کو مرض سکتہ ہوگیا۔اعزاو اقرباء نے آپ کو مردہ سمجھ کر دفن کر دیا۔جب آپ کو ہوش آیا تو خود کو مدفون دیکھا سخت متحیر ہوئے۔اس حیرت و پریشانی میں آپ کو یاد آیا کہ کوئی شخص حالت پریشانی میں چالیس مرتبہ سورہ یٰسین پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی پریشانی کو دور کر دیتا ہے اور وہ تنگی اس کی فراخی سے بدل جاتی ہے۔یہ سوچ کر سورہ یٰسین پڑھنی شروع کی۔جب انتالیس مرتبہ پڑھ چکے تو اثر کشادگی ظاہر ہوا۔اور وہ یہ تھا کہ ایک کفن چور کفن چرانے کی نیت سے آپ کی قبر کھود رہا تھا۔امام صاحب نے اپنی فراست معلوم کیا کہ یہ کفن چور ہے۔پس اس خیال سے کہ مبادا یہ معلوم ہو جائے کہ کوئی زندہ شخص مدفون ہے اور یہ اپنے ارادے سے باز رہے۔چالیسویں مرتبہ آپ نے بہت دھیمی آواز سے پڑھنا شروع کیا کہ دوسرا شخص سن نہ سکے۔القصہ جب آپ نے چالیسویں مرتبہ پورا کیا تو یہ کفن چور بھی اپنا کام پورا کر چکا تھا۔آپ اٹھ کر قبر سے باہر آئے۔کفن چور نے جب یہ دیکھا تو ہیبت سے اس کا دل پھٹ گیا اور وہ اسی جگہ مر گیا۔امام صاحب کو اس کی ہلاکت کا بہت افسوس ہوا،اور اپنے دل سے کہا کہ تو نے اس قدر جلدی کی اس کو اپنا کام کر لینے دیا ہوتا اور پھر باہر نکلتا۔

الغرض پشیمان ہوتے ہوئے باہر آئے اور خیال کیا کہ اگر میں فوراً شہر چلا جاؤں گا تو لوگوں کو اس محال کے وقوع سے سخت پریشانی و ہیبت ہوگی،خوف کھائیں گے۔پس آپ کچھ وقت کے بعد رات ہی کو شہر آئے اور محلہ کے ہر دروازے کے آگے کہتے جاتے کہ میں امام ناصر الدین بستی ہوں۔تم لوگوں نے مجھے سکتہ کی حالت میں دیکھ کر غلطی سے مردہ تصور کیا اور دفن کر دیا میں زندہ ہوں (۔اس طرح اپنے گھر واپس آئے اور اس واقعہ کے بعد ایک تفسیر بھی لکھی)(ص:119)

بحوالہ:سلف صالحین کے ایمان افروز واقعات

مؤلف:مولانا محمد نعمان صاحب

ناشر:ادارۃ المعارف کراچی14(besturdubooks.wordpress.com)

۱۰۔زبان کی حفاظت

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حج کو گیا۔سفر کے دوران مجھے راستے میں ایک بڑھیا بیٹھی ملی جس نے اون کی قمیص پہنی ہوئی تھی اور اون ہی کی اوڑھنی اوڑھے ہوئے تھی۔میں نے اسے سلام کیا تو اس نے جواب میں کہا

سَلٰمٌ ۣ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ ○(یٰس:58)

رب رحیم کی طرف سے انہیں سلام کہا جائے گا۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے پوچھا اللہ تم پر رحم کرے یہاں کیا کر رہی ہو؟ وہ کہنے لگی

مَنۡ يُّضۡلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ ○(الاعراف:186)

جسے اللہ گمراہ کر دے اس کا کوئی رہنما نہیں ہوتا۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں سمجھ گیا کہ وہ راستہ بھول گئی ہے۔اس لیے میں نے پوچھا آپ کہاں جانا چاہتی ہیں؟ کہنے لگی

سُبۡحٰنَ الَّذِيۡۤ اَسۡرٰى بِعَبۡدِهٖ لَيۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَـرَامِ اِلَى الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا ○(بنی اسرائیل:1)

پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے کو رات کے وقت مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گئی۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں سمجھ گیا وہ حج ادا کر چکی ہے اور بیت المقدس جانا چاہتی ہے۔میں نے پوچھا کب سے یہاں بیٹھیں ہیں؟ کہنے لگی

ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا ○(مریم:10)

پوری تین راتیں۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے کہا تمھارے پاس کچھ کھاناوغیرہ نظر نہیں آرہا کھاتی کیا ہیں؟ کہنے لگی

وَالَّذِيۡ هُوَ يُطۡعِمُنِيۡ وَيَسۡقِيۡنِ ○(الشعرآء:79)

وہ اللہ مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے پوچھا وضو کس چیز سے کرتی ہیں؟ کہنے لگی

فَتَيَمَّمُوۡا صَعِيۡدًا طَيِّبًا ○(المائدۃ:6)

پاک مٹی سے تیمم کرلو۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے کہا میرے پاس کچھ کھانا ہے اگر چاہیں تو آپ کو دے دوں؟ کہنے لگی

اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيۡلِ ○(البقرۃ:187)

رات تک روزوں کو پورا کرو۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا یہ رمضان کا مہینہ تو نہیں ہے۔کہنے لگی

وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ ○(البقرۃ:158)

اور جو بھلائی کے ساتھ نفلی عبادت کرے تو اللہ تعالیٰ قدردان ہے اور جاننے والا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا سفر کی حالت میں تو فرض روزہ نہ رکھنا بھی جائز ہے۔ کہنے لگی

وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○(البقرۃ:184)

اور اگر تمھیں ثواب کا علم ہو تو روزہ رکھنا زیادہ بہتر ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا تم میری طرح بات کیوں نہیں کرتیں؟ کہنے لگی

مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ○(قٓ:18)

انسان جو بات بھی بولتا ہے اس کے لیے ایک نگہبان فرشتہ مقرر ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ آپ کس قبیلے سے ہیں؟ کہنے لگی

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ○(بنی اسرائیل:36)

جس بات کا تمھیں علم نہیں اس کے پیچھے مت پڑو۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا مجھے معاف کیجیے مجھ سے غلطی ہوگئی۔ کہنے لگی

لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ؕ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ ○(یوسف:92)

آج تم پر کوئی ملامت نہیں اللہ تمھیں معاف کرے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا اگر آپ چاہیں تو میری اونٹنی پر سوار ہو جائیں اور اپنے قافلے سے جا ملیں؟ کہنے لگی

وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ ○(البقرۃ:197)

تم جو بھلائی بھی کروگے اللہ اسے جانتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ سن کر اپنی اونٹنی کو بٹھا لیا مگر سوار ہونے سے پہلے وہ بولی

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ ○(النور:30)

مؤمنوں سے کہہ دیجیے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی نگاہیں نیچی کرلیں اور اس سے کہا کہ سوار ہو جائیے،لیکن جب وہ سوار ہونے لگی تو اچانک اونٹی بدک گئی اور اس جدو جہد میں اس کے کپڑے پھٹ گئے،اس پر وہ بولی

وَمَآ اَصَابَکُمۡ مِّنۡ مُّصِیۡبَۃٍ فَبِمَا کَسَبَتۡ اَیۡدِیۡکُمۡ ○(الشوریٰ:30)

تمھیں جو کوئی مصیبت پہنچتی ہے وہ تمھارے اعمال کے سبب ہوتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا ذرا ٹھہرو میں اونٹی کو باندھ دوں پھر سوار ہونا۔وہ کہنے لگی

فَفَهَّمۡنٰهَا سُلَيۡمٰنَ ○(الانبیاء:79)

ہم نے اس مسئلے کا حل سلیمان علیہ السلام کو سمجھا دیا۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اونٹی کو باندھا اور اس سے کہا اب سوار ہو جائیں،وہ سوار ہوگئی اور کہنے لگی

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡ سَخَّرَ لَنَا ہٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقۡرِنِیۡنَ ○وَاِنَّاۤ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنۡقَلِبُوۡنَ ○(الزخرف:14+13)

پاک ہے وہ ذات جس نے اس (سواری) کو ہمارے لیے مسخر کر دیا اور ہم اس کو قابو کرنے والے نہ تھے اور بلا شبہ ہم سب اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اونٹی کی مہار پکڑی اور چل پڑا۔میں بہت تیز تیز دوڑ رہا تھا اور ساتھ ہی زور زور سے چیخ کر اونٹی کو ہنکا بھی رہا تھا یہ دیکھ کر وہ بولی

وَاقۡصِدۡ فِیۡ مَشۡیِکَ وَاغۡضُضۡ مِنۡ صَوۡتِکَ ○(لقمٰن:19)

اپنے چلنے میں اعتدال سے کام لو اور اپنی آواز پست رکھو۔

حضرت عبداللہ مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اب میں آہستہ آہستہ چلنے لگا اور کچھ اشعار ترنم سے پڑھنے شروع کر دیئے،اس پر وہ کہنے لگی

فَاقۡرَءُوۡا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الۡقُرۡاٰنِ ○(المزمّل:20)

قرآن میں سے جتنا حصہ پڑھ سکو وہ پڑھو۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا تمھیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بڑی نیکیوں سے نوازا گیا ہے۔وہ بولی

وَمَا یَذَّکَّرُ اِلَّاۤ اُولُوا الۡاَلۡبَابِ ○(آل عمران:7)

صرف عقل والے ہی نصیحت حاصل کرتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد میں نے اس سے پوچھا کہ آپ کا شوہر ہے؟ اس پر وہ بولی

لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ ○ (المآئدۃ:101)

ایسی چیزوں کے بارے میں مت پوچھو جو اگر تم پر ظاہر کر دی جائیں تو تمھیں بری لگیں۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں خاموش ہوگیا اور جب تک قافلہ نہیں ملا میں نے اس سے کوئی بات نہیں کی۔ قافلہ سامنے آگیا تو میں نے اس سے کہا یہ قافلہ سامنے آگیا ہے اس میں تمھارا کون ہے؟ وہ کہنے لگی

اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ○ (الکھف:46)

مال اور بیٹے دنیوی زندگی کی زینت ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں سمجھ گیا قافلے میں اس کے بیٹے موجود ہیں۔ میں نے پوچھا قافلے میں ان کا کیا کام ہے؟ وہ کہنے لگی

وَعَلٰمٰتٍ ؕ وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ ○ (النحل:16)

علامتیں ہیں اور ستارے ہی سے وہ راستہ معلوم کرتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں سمجھ گیا کہ اس کے بیٹے قافلے کے رہبر ہیں۔ چنانچہ میں اسے لے کر ایک خیمہ کے پاس پہنچ گیا اور پوچھا یہ خیمے آگئے ہیں اب بتائیں آپ کا بیٹا کون ہے؟ کہنے لگی

وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا ○ (النساء:125)

اللہ نے ابراہیم علیہ السلام کو اپنا دوست بنایا۔

وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا ○ (النساء:164)

اللہ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا۔

يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ○ (مریم:12)

اے یحییٰ کتاب کو قوت سے پکڑو۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ سن کر میں نے آواز دی، یاابراہیم۔ یاموسیٰ۔ یایحییٰ تھوڑی دیر میں چند نوجوان جو چاند کی طرح خوبصورت تھے میرے سامنے آ کھڑے ہوئے۔ جب ہم سب اطمینان سے بیٹھ گئے تو اس عورت نے اپنے بیٹوں سے کہا

فَابْعَثُوْٓا اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖٓ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلْيَنْظُرْ اَيُّهَآ اَزْكٰى طَعَامًا فَلْيَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ۝ (الکھف:19)

اب اپنے میں سے کسی کو یہ روپیہ دے کر بازار کی طرف بھیجو، پھر وہ تحقیق کرے کون سا کھانا زیادہ پاکیزہ ہے سو اس میں سے تمہارے لیے کچھ کھانا لے آئے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ سن کر ایک لڑکا گیا اور کچھ کھانا خرید لایا۔ وہ کھانا میرے سامنے رکھا گیا تو عورت نے کہا

كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓئًۢا بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِي الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ۝ (الحآقۃ:24)

خوشی کے ساتھ کھاؤ اور پیو بہ سبب ان اعمال کے جو تم نے پچھلے دنوں میں کیے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اب مجھ سے نہ رہا گیا۔ میں نے لڑکوں سے کہا تمہارا کھانا مجھ پر حرام ہے جب تک تم مجھے اس عورت کی حقیقت نہ بتلاؤ؟

لڑکوں نے کہا کہ ہماری والدہ کی چالیس سال سے یہی کیفیت ہے۔ چالیس سال سے اس نے قرآنی آیات کے سوا کوئی جملہ نہیں بولا اور یہ پابندی اس نے اپنے اوپر اس لیے لگائی ہے کہ کہیں زبان سے کوئی ناجائز یا نامناسب بات نہ نکل جائے جو اللہ کی ناراضگی کا سبب بنے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں کہا

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۝ (الجمعۃ:4)

یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ بڑا فضل کرنے والا ہے۔

بحوالہ: تراشے (ص:40تا44)

مؤلف: مفتی محمد تقی عثمانی

ناشر: ادارۃ المعارف۔ کراچی:14 (besturdubooks.wordpress.com)

۱۱۔ بسم اللہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک قبر کے پاس سے گزرے تو دیکھا کہ عذاب کے فرشتے اس قبر والے کو سزا دے رہے ہیں۔ جب آپ

واپس لوٹے تو دیکھا کہ رحمت کے فرشتے آئے ہوئے ہیں اور ان کے پاس نور کے طباق ہیں تو آپ کو بڑا تعجب ہوا کہ کچھ دیر پہلے عذاب ہو رہا تھا اور اب یہ رحمت کا معاملہ۔

آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی اے عیسیٰ! یہ شخص گناہ گار تھا اور اپنے گناہوں کی وجہ سے عذاب میں گرفتار تھا۔ اس کی اہلیہ حاملہ تھی۔ اس کے ہاں لڑکے کی پیدائش ہوئی۔ اس کی اہلیہ نے بچے کی پرورش کی یہاں تک کہ بڑا ہوا تو اس کو تعلیم کے لیے بھیجا۔ جب بچے نے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھی تو مجھے شرم آئی اس بات پر کہ میں اس کے والد کو زمین کے نیچے سزا دوں جب کہ اس کا بیٹا زمین پر میرا نام لے۔ تو بیٹے کے تسمیہ پڑھنے کی وجہ سے باپ کی بخشش ہوگئی۔

بحوالہ: تفسیر کبیر فی مباحث بسم اللہ۔ الباب الحادی عشر۔ جلد: 1۔ ص: 155

مؤلف: امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر: مکتبہ علوم اسلامیہ لاہور

۱۲۔ احترام

حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ کہیں سے گزر رہے تھے تو دیکھا کہ زمین پر ایک کاغذ پڑا ہوا ہے جو بے احتیاطی میں روندا جا رہا ہے جبکہ اس میں اللہ تعالیٰ کا نام لکھا ہوا ہے۔

تو آپ نے اس کاغذ کو اٹھایا اور ایک درہم کی عمدہ خوشبو خرید کر کاغذ کو گرد و غبار سے صاف کر کے لگائی اور پھر اس کو ایک اونچی جگہ پر رکھ دیا۔ آپ جب رات کو سوئے تو خواب دیکھا کوئی کہہ رہا ہے اے بشر! جس طرح تو نے میرے نام کا احترام کر کے خوشبو لگائی ہم بھی تیرا نام دنیا و آخرت میں خوشبودار بنائیں گے۔ آج بھی اہل اللہ کے ناموں میں حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کا نام نمایاں ہے۔

بحوالہ: سلف صالحین کے ایمان افروز واقعات۔ ص: 128

مؤلف: مولانا محمد نعمان صاحب

ناشر: ادارۃ المعارف کراچی 14 (besturdubooks.wordpress.com)

۱۳۔ بے زبان پر رحم

حضرت یعلیٰ بن مرہ ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے کہ اچانک ایک بوڑھا اونٹ ہمارے سامنے آیا اور بلبلانے لگا اور اپنی پیشانی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سجدے میں زمین پر رکھ دی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے مالک کو بلایا اور فرمایا یہ اونٹ کام کی زیادتی اور چارے کی کمی شکایت کرتا ہے، لہٰذا تم اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو۔

بحوالہ: سلف صالحین کے ایمان افروز واقعات۔ ص: 135

مؤلف: مولانا محمد نعمان صاحب

ناشر: ادارۃ المعارف کراچی14 (besturdubooks.wordpress.com)

۱۴۔مشکوک لقمہ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا ایک غلام تھا جو کما کر لاتا تھا۔ایک رات وہ آپ کے پاس کچھ کھانا لایا۔آپ نے اس میں سے ایک لقمہ لیا۔

غلام نے کہا کیا بات ہے آپ ہر رات سوال کرتے تھے آج آپ نے سوال نہیں کیا؟ (کہ یہ کھانا کہاں سے لائے ہو؟)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے فرمایا بھوک نے مجھے نڈھال کر رکھا تھا تم بتاؤ کہاں سے لائے ہو؟

غلام نے کہا میں نے زمانہ جاہلیت میں کسی کے لیے تعویز اور جھاڑ پھونک کیا تھا انھوں نے مجھے کچھ دینے کا وعدہ کر رکھا تھا آج جب میں ان کے پاس سے گزرا تو ان کے ہاں شادی کا کھانا تیار تھا لہٰذا اس میں سے انھوں نے مجھے بھی دے دیا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے فرمایا کہ قریب تھا کہ تو مجھے ہلاک کر دیتا۔پھر آپ نے اپنا ہاتھ منہ میں ڈالا اور کھایا ہوا لقمہ قے کرنے لگے لیکن وہ نکل نہیں رہا تھا کسی نے کہا یہ پانی سے نکلے گا۔آپ نے پانی کا برتن منگوایا اور پانی پی پی کر قے کرنے کی کوشش کرتے رہے حتیٰ کہ اس لقمے کو باہر نکال دیا۔

کسی نے آپ سے کہا اللہ آپ پر رحم فرمائے یہ تکلیف اس لقمے کی نحوست سے پہنچی۔

آپ نے فرمایا اگر یہ لقمہ میری جان لے کر نکلتا تب بھی میں اس کو نکالتا،میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرمارہے تھے ہر جسم جس نے حرام سے پرورش پائی جہنم اس کے لیے زیادہ مستحق ہے۔

اس سے مجھے خوف ہوا کہیں میرے جسم کی معمولی پرورش بھی اس لقمے سے نہ ہو جائے۔(ص:145)

۱۵۔اجازت

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ایک مرتبہ بیمار ہوئے۔آپ کے علاج کے لیے شہد تجویز کیا گیا اور اس وقت شہد بیت المال میں موجود تھا(آپ نے خود اس شہد کو نہ لیا بلکہ) مسجد میں منبر پر جا کر فرمایا مجھے علاج کے لیے شہد کی ضرورت ہے اور شہد بیت المال میں موجود ہے اگر آپ لوگ اجازت دیں تو میں اس میں سے لے لوں ورنہ وہ میرے لیے حرام ہے۔چناں چہ لوگوں نے خوشی سے آپ کو اجازت دے دی۔(ص:146)

۱۶۔تقویٰ

حضرت عبداللہ بن احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن اپنے والد امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس گھر میں بیٹھا ہوا تھا کہ کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا،والد صاحب نے مجھے فرمایا دیکھو کون ہے؟

میں نے دروازہ کھول کر دیکھا تو ایک عورت کھڑی تھی،اس نے کہا میں نے امام احمد سے ایک مسئلہ پوچھنا ہے۔میرے والد نے اندر

آنے کی اجازت دی، چناں چہ وہ اندر آئی اور پردے میں میرے والد کے پاس بیٹھ گئی۔

اس عورت نے میرے والد کی خدمت میں سلام پیش کیا اور مسئلہ دریافت کیا کہ میں رات کے وقت چراغ کی روشنی میں اون کاتتی ہوں، بعض مرتبہ ایسے ہوتا ہے کہ چراغ بجھ جاتا ہے اور میں چاند کی روشنی میں اون کات لیتی ہوں (آپ مجھے بتائے کہ) کیا مجھ پر یہ بات لازم ہے کہ میں دھاگہ بیچتے وقت لوگوں کو چراغ اور چاند کی روشنی میں کاتی ہوئی اون کا فرق بتاؤں؟

حضرت امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ اگر آپ یہ سمجھتی ہیں کہ چاند کی روشنی میں کاتی ہوئی اون اور چراغ کی روشنی میں کاتی ہوئی اون میں فرق ہوتا ہے تو پھر اس فرق کو بیان کرنا آپ پر لازم ہے۔

حضرت عبد اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ فتویٰ سن کر وہ عورت چلی گئی۔ اس عورت کے اس ایمان افروز سوال اور شدید تقویٰ پر مبنی اس استفتاء سے میرے والد بڑے متاثر ہوئے۔ چناں چہ عورت کے چلے جانے کے بعد میرے والد نے فرمایا کہ میں نے کبھی کسی انسان کو اس عورت جیسا شدید احتیاط و تقویٰ پر مبنی سوال کرتے ہوئے نہیں سنا۔

حضرت عبد اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ پھر میرے والد نے مجھے ارشاد فرمایا کہ اس عورت کے پیچھے جاؤ اور دیکھو کہ یہ کس گھر میں داخل ہوتی ہے تا کہ پتہ چلے کہ اس عورت کا کس گھرانے سے تعلق ہے؟

حضرت عبد اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اس مقصد کے لیے عورت کے پیچھے پیچھے چلا گیا، کیا دیکھتا ہوں کہ وہ عورت حضرت بشر بن حارث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے گھر میں داخل ہوئی، اور مجھے پتہ چلا کہ یہ عورت حضرت بشر بن حارث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بہن ہے۔ میں نے واپس آکر اپنے والد صاحب کو یہ بات بتائی تو انھوں نے فرمایا کہ یہ بات ناممکن اور محال ہے کہ بشر بن حارث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بہن کے علاوہ کوئی اور عورت ایسی متقیہ اور پرہیزگار ہو۔ (ص:150)

۱۷۔ احتیاط (۱)

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی باندی حسن کہتی ہے کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جن دنوں مرض وفات کی تکلیف میں بستر علالت پر تھے، ان دنوں میں نے ان کے لیے روٹی پکا کر ان کی خدمت کی۔ امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھ سے دریافت کیا کہ یہ روٹی تم نے کہاں سے پکائی ہے؟ میں نے عرض کیا آپ کے بیٹے عبد اللہ کے گھر آگ جل رہی تھی میں نے وہاں جا کر روٹی پکالی۔

امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ سن کر فرمایا کہ اس روٹی کو میرے سامنے سے اٹھالو اور آپ نے وہ روٹی تناول نہ فرمائی۔ کیوں کہ عبد اللہ خلیفہ کی طرف سے وظائف وغیرہ لیتے رہتے تھے اس بنا پر امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کے گھر کی پکی ہوئی روٹی تناول نہ فرمائی۔ (ص:151)

بحوالہ: سلف صالحین کے ایمان افروز واقعات

مؤلف: مولانا محمد نعمان صاحب

ناشر: ادارۃ المعارف کراچی 14 (besturdubooks.wordpress.com)

۱۸۔اجتناب

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے ایک مرتبہ دودھ پیا تو اس کا مزہ کچھ عجیب سا معلوم ہوا۔آپ نے دودھ لانے والے سے پوچھا کہ یہ دودھ کیسا اور کہاں سے آیا ہے؟

اس نے کہا میں جنگل میں گیا تھا وہاں صدقے کے اونٹ چر رہے تھے یہ دودھ انہی اونٹوں کا ہے۔یہ سن کر آپ نے فوراً قے کر دی کیوں کہ یہ دودھ آپ کے لیے حلال نہ تھا۔(ص:152)

۱۹۔مشتبہ

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے گھر میں آٹا گوندھتے وقت خمیرے آٹے کی ضرورت پیش آئی تو آپ کے بیٹے عبداللہ کے گھر سے خمیرہ آٹا لایا گیا۔جب روٹی پک گئی تو امام صاحب کو بذریعہ کشف معلوم ہوا کہ روٹی مشتبہ ہے چناں چہ آپ نے گھر والوں سے دریافت کیا تو انھوں نے سارا قصہ سنا دیا،

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے روٹی کھانے سے انکار کر دیا اور نہ کھانے کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ میرا بیٹا قاضی ہے جسے بیت المال سے وظیفہ ملتا ہے اور میری رائے میں سرکاری خزانے کا مال مشکوک ہے۔

بہر حال گھر والوں نے پوچھا کہ یہ روٹی مساکین کو دے دیں؟

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا دے دو مگر دیتے وقت یہ عیب ضرور بیان کرنا۔

چناں چہ گھر والوں نے جب یہ روٹی مساکین کو دینی چاہیے تو انہوں نے روٹی لینے سے انکار کر دیا۔گھر والے پریشان ہو گئے اور انہوں نے امام صاحب سے مشورہ کیے بغیر وہ روٹی دریا میں ڈال دی۔

امام صاحب کو جب اس بات کا علم ہوا تو آپ نے زندگی بھر مچھلی کھانا چھوڑ دی (مچھلیوں نے وہ مشتبہ روٹی کھائی ہوگی۔)(ص:158)

۲۰۔تقویٰ

✪۔حضرت مولانا مفتی محمود الحسن گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک صاحب بیان کرتے تھے کہ میں حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گیا اور جب تک ٹھہرنا تھا ٹھہرا رہا۔جب میں واپس ہونے لگا تو میں نے مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھایا اور مصافحہ کرتے وقت حضرت سے عرض کیا حضرت ایک بات پر ایک منٹ کا مشورہ کرنا ہے۔

حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ بخاری شریف کا سبق پڑھانے کے لیے بیٹھ چکے تھے۔جب میری یہ بات سنی تو فوراً چٹائی سے اُٹھ کھڑے ہوئے اور باہر آ گئے اور پھر فرمایا بتاؤ کیا مشورہ کرنا ہے؟

میں نے عرض کیا حضرت ذرا سی تو بات تھی وہیں بیٹھے بیٹھے پوچھ لیتے،اٹھ کر باہر تشریف لانے کی کیا ضرورت تھی؟

فرمایا یہ دری مدرسہ نے ہمیں سبق پڑھانے کے لیے دی ہے دوستوں سے مشورہ کے لیے نہیں دی ۔(ص:160)

✪۔ آخری حج میں کراچی سفر میں دو جہازوں میں مقابلہ ہوگیا،ایک جہاز نے پچپن روپے کرایا کر دیا۔اس جہاز کے مسافروں کو ایک عورت انجکشن لگا رہی تھی ۔حضرت مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ نے غصہ میں فرمایا فریضہ ادا کرنے جا رہے ہیں اور حرام کے مرتکب ہو رہے ہیں ۔میں غیر محرم عورت کے ہاتھ سے انجکشن نہیں لگوا سکتا۔

لوگوں نے کہا اگر جلدی نہ کی گئی اور انجکشن لگوا کر اس جہاز پر بیٹھ نہ گئے تو جہاز کا ٹکٹ 182 روپے کا ہو جائے گا۔حضرت مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا چاہے جتنے کا ہو جائے ۔مولانا نے انکار کر دیا اور ساری جماعت بھی ٹھہر گئی ۔فون پر فون کیا گیا تو ڈاکٹر جھنجھلاتا ہوا آیا اور کہا وہ پیر صاحب کہاں ہیں جو لیڈی ڈاکٹر سے انجکشن نہیں لگواتے؟

حضرت مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ نے اس ڈاکٹر سے انجکشن لگوایا اور جماعت نے بھی اور ٹکٹ بھی پچپن ہی کا ملا ۔

حضرت مولانا نے فرمایا آج تک غیر محرم نے میرے جسم کو مس نہیں کیا ۔صرف ایک مرتبہ ایک عورت بیمار تھی میں گیا تو نزع کی سی کیفیت تھی اس نے جلدی میں میرے ہاتھ میں ہاتھ دینا چاہا میں نے ہاتھ کھینچ لیا صرف میرے پوروں سے اس کا ہاتھ لگ گیا ۔(ص:161)

بحوالہ: سلف صالحین کے ایمان افروز واقعات

مؤلف: مولانا محمد نعمان صاحب

ناشر: ادارۃ المعارف کراچی 14 (besturdubooks.wordpress.com)

۲۱۔کلمہ حق

ایک مرتبہ خلیفہ سلیمان بن عبد الملک رحمۃ اللہ علیہ مدینہ طیبہ پہنچا اور چند روز قیام کیا تو لوگوں سے دریافت کیا مدینہ طیبہ میں اب کوئی ایسا آدمی موجود ہے جس نے کسی صحابی کی صحبت پائی ہو؟

لوگوں نے بتایا حضرت ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ ایسے شخص ہیں ۔

خلیفہ سلیمان نے اپنا آدمی بھیج کر ان کو بلوایا، جب وہ تشریف لائے تو خلیفہ سلیمان نے کہا ابو حازم یہ کیا بے مروتی اور بیوفائی ہے؟

حضرت ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا آپ نے میری کیا بیوفائی اور بے مروتی دیکھی ہے؟

خلیفہ سلیمان نے کہا کہ مدینہ کے سب مشہور لوگ مجھ سے ملنے آئے، آپ نہیں آئے؟

حضرت ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا امیر المؤمنین میں آپ کو اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں آج سے پہلے نہ آپ مجھ سے واقف تھے اور نہ میں نے آپ کبھی دیکھا تھا، ایسے حالات میں خود ملاقات کے لیے آنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، بیوفائی کیسی؟

خلیفہ سلیمان نے جواب سن کر امام ابن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ اور حاضرین مجلس کی طرف التفات کیا، تو امام زہری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ابو حازم نے صحیح فرمایا، آپ نے غلطی کی ۔

اس کے بعد خلیفہ سلیمان بن عبد الملک رحمۃ اللہ علیہ نے روئے سخن بدل کر کچھ سوالات شروع کیے اور کہا اے ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ یہ کیا بات ہے کہ ہم موت سے گھبراتے ہیں؟

حضرت ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا وجہ یہ ہے کہ آپ نے اپنی آخرت کو ویران اور دنیا کو آباد کیا ہے اس لیے آبادی سے ویرانے میں جانا پسند نہیں۔

خلیفہ سلیمان رحمۃ اللہ علیہ نے تسلیم کی اور پوچھا کہ کل اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضری کیسے ہوگی؟

حضرت ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا نیک عمل کرنے والا تو اللہ تعالیٰ کے سامنے اس طرح جائے گا جیسے کوئی مسافر سفر سے واپس اپنے گھر والوں کے پاس جاتا ہے اور برے عمل کرنے والا اس طرح پیش ہوگا جیسے کوئی بھاگا ہوا غلام پکڑ کر آقا کے پاس حاضر کیا جائے۔

خلیفہ سلیمان یہ سن کر رو پڑے اور کہنے لگے کاش ہمیں معلوم ہوتا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے کیا صورت تجویز کر رکھی ہے؟

حضرت ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اپنے اعمال کو اللہ کی کتاب پر پیش کرو تو پتہ لگ جائے گا؟

خلیفہ سلیمان نے دریافت کیا کہ قرآن کی کس آیت سے یہ پتہ لگے گا؟

حضرت ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس آیت سے

اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ ○ وَاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِیْ جَحِیْمٍ ○ (الانفطار: 13+14)

بلاشبہ نیک عمل کرنے والے جنت کی نعمتوں میں ہیں اور نافرمان دوزخ میں۔

خلیفہ سلیمان نے کہا اللہ تعالیٰ کی رحمت تو بڑی ہے وہ بدکاروں پر بھی حاوی ہے، فرمایا

اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ ○ (الاعراف: 56)

اللہ تعالیٰ کی رحمت نیک عمل کرنے والوں سے قریب ہے۔

خلیفہ سلیمان نے پوچھا اے ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ اللہ کے بندوں میں سب سے زیادہ کون عزت والا ہے؟

حضرت ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا وہ لوگ جو مروّت اور عقل سلیم رکھنے والے ہیں۔

خلیفہ سلیمان نے پوچھا کون سا عمل افضل ہے؟

حضرت ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا نے فرمایا کہ فرائض و واجبات کی ادائیگی حرام چیزوں سے بچنے کے ساتھ۔

خلیفہ سلیمان نے دریافت کیا کون سی دعا زیادہ قابل قبول ہے؟

حضرت ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا نے فرمایا جس شخص پر احسان کیا گیا ہو اس کی دعا اپنے محسن کے لیے اقرب الی القبول ہے۔

خلیفہ سلیمان نے دریافت کیا صدقہ کون سا افضل ہے؟

حضرت ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مصیبت زدہ سائل کے لیے باوجود اپنے افلاس کے جو کچھ ہو سکے، اس طرح خرچ کرنا کہ نہ

اس سے پہلے احسان جتائے اور نہ ٹال مٹول کر کے ایذاء پہنچائے۔

خلیفہ سلیمان نے دریافت کیا کہ کلام کون سا افضل ہے؟

حضرت ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جس شخص سے تم کو خوف ہو یا جس سے تمھاری کوئی حاجت ہو اور امید وابستہ ہو اس کے سامنے بغیر کسی رو رعایت کے حق بات کہہ دینا۔

خلیفہ سلیمان نے دریافت کیا کون سا مسلمان سب سے زیادہ ہوشیار ہے؟

حضرت ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا وہ شخص جس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے تحت کام کیا ہو اور دوسروں کو بھی اس کی دعوت دی ہو۔

خلیفہ سلیمان نے پوچھا مسلمانوں میں کون شخص احمق ہے؟

حضرت ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا وہ آدمی جو اپنے کسی بھائی کی ظلم میں امداد کرے جس کا حاصل یہ ہوگا کہ اس نے دوسرے کی دنیا درست کرنے کے لیے اپنا دین بیچ دیا۔

خلیفہ سلیمان نے کہا کہ صحیح فرمایا۔ اس کے بعد خلیفہ نے اور واضح الفاظ میں دریافت کیا کہ ہمارے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

حضرت ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مجھے اس سوال سے معاف رکھیں تو بہتر ہے۔

خلیفہ سلیمان نے کہا نہیں آپ ضرور کوئی نصیحت کا کلمہ کہیں؟

حضرت ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اے امیر المؤمنین! تمھارے آباء واجداد نے بزورِ شمشیر لوگوں پر تسلط کیا اور زبردستی ان کی مرضی کے خلاف ان پر حکومت قائم کی اور بہت سے لوگوں کو قتل کیا اور یہ سب کچھ کرنے کے بعد وہ اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔ کاش آپ کو معلوم ہوتا کہ اب وہ مرنے کے بعد کیا کہتے ہیں اور ان کو کیا کہا جاتا ہے۔

حاشیہ نشینوں میں سے ایک شخص نے بادشاہ کے مزاج کے خلاف حضرت ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ کی صاف گوئی سن کر کہا اے ابو حازم! تم نے یہ بہت بری بات کہی ہے۔

حضرت ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تم غلط کہتے ہو، بری بات نہیں کہی، بلکہ وہ بات کہی جس کا ہم کو حکم ہے۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے علماء سے اس بات کا عہد لیا کہ حق بات لوگوں کو بتائیں گے چھپائیں گے نہیں۔

لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ ۝ (ال عمران: 187)

اس کو بیان کرو گے لوگوں سے اور نہ چھپاؤ گے۔

خلیفہ سلیمان نے دریافت کیا کہ اچھا اب ہمارے درست ہونے کا کیا طریقہ ہے؟

حضرت ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تکبر چھوڑ دو، مروّت اختیار کرو اور حقوق والوں کو ان کے حقوق انصاف کے ساتھ تقسیم کرو۔

خلیفہ سلیمان نے کہا کہ ابو حازم! کیا ہو سکتا ہے کہ آپ ہمارے ساتھ رہیں۔

حضرت ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا خدا کی پناہ۔

خلیفہ سلیمان نے پوچھا یہ کیوں؟

حضرت ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھے خطرہ یہ ہے کہ میں تمہارے مال و دولت اور عزت و جاہ کی طرف کچھ مائل ہو جاؤں، جس کے نتیجہ میں مجھے عذاب بھگتنا پڑے۔

پھر خلیفہ سلیمان نے کہا کہ اچھا آپ کی کوئی حاجت ہو تو بتلائیے کہ ہم اس کو پورا کریں؟

حضرت ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہاں ایک حاجت ہے کہ جہنم سے نجات دلا دو اور جنت میں داخل کر دو۔

خلیفہ سلیمان نے کہا یہ تو میرے اختیار میں نہیں۔

حضرت ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا پھر مجھے آپ سے کوئی حاجت مطلوب نہیں۔

آخر میں خلیفہ سلیمان نے کہا کہ اچھا میرے لیے دعا کیجیے۔

تو حضرت ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ نے یہ دعا کی ''یا اللہ اگر سلیمان آپ کا پسندیدہ ہے تو اس کے لیے دنیا و آخرت کی بہتری کو آسان بنا دے، اور اگر وہ آپ کا دشمن ہے تو اس کے بال پکڑ کر اپنی مرضی اور محبوب کاموں کی طرف لے آ۔

خلیفہ سلیمان نے کہا مجھے کچھ وصیت فرما دیں؟

حضرت ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مختصر یہ ہے کہ اپنے رب کی عظمت و جلال اس درجہ میں رکھو کہ وہ تمھیں اس مقام پر نہ دیکھے جس سے منع کیا ہے اور اس مقام سے غیر حاضر نہ پائے جس کی طرف آنے کا اس نے حکم دیا ہے۔

خلیفہ سلیمان نے اس مجلس سے فارغ ہونے کے بعد سو (100) گنیاں (دینار) بطور ہدیہ کے حضرت ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھیجیں۔

حضرت ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک خط کے ساتھ ان کو واپس کر دیا، خط میں لکھا تھا کہ اگر یہ سو دینار میرے کلمات کا معاوضہ ہیں تو میرے نزدیک خون اور خنزیر کا گوشت اس سے بہتر ہے اور اگر اس لیے بھیجا ہے کہ بیت المال میں میرا حق ہے تو مجھ جیسے ہزاروں علماء اور دین کی خدمت کرنے والے ہیں اگر سب کو آپ نے اتنا ہی دیا ہے تو میں بھی لے سکتا ہوں ورنہ مجھے اس کی ضرورت نہیں۔

حضرت ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ کے اس ارشاد سے کہ اپنے کلماتِ نصیحت کا معاوضہ لینے کو خون اور خنزیر کی طرح قرار دیا ہے اس مسئلہ پر بھی روشنی پڑتی ہے کہ کسی طاعت و عبادت کا معاوضہ لینا ان کے نزدیک جائز نہیں۔

بحوالہ: معارف القرآن جلد اول۔ص: 208 تا 211)

مؤلف: جناب مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ

ناشر: مکتبہ معارف القرآن کراچی۔ 14 (besturdubooks.net)

۲۲۔ اطاعت

حضرت سہل بن حنظلیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا خُریم اسدی بہت اچھا آدمی ہے اگر

اس میں دو باتیں نہ ہوں۔

ایک تو اس کے سر کے بال بہت بڑے ہیں۔

دوسرے وہ لنگی ٹخنوں سے نیچے باندھتا ہے۔

حضرت خُریم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد پہنچا تو فوراً قینچی لے کر بال کانوں کے نیچے سے کاٹ دیئے اور لنگی آدھی پنڈلی تک باندھنا شروع کر دی۔(ص:177)

۲۳۔احتیاط (۲)

ایک مرتبہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شریک کے پاس تجارت کا مال بھیجا جس میں ایک کپڑا عیب دار تھا۔آپ نے شریک کو یہ پیغام بھی دیا تھا کہ جب اس کپڑے کو بیچیں تو عیب کو ضرور بیان کریں۔انھوں نے کپڑا بیچ دیا اور عیب کو بیان کرنا بھول گئے اور یہ بھی یاد نہ رہا کہ کس شخص نے خریدا ہے۔جب امام صاحب کو اس واقعہ کا علم ہوا تو آپ نے سارے دن کی آمدنی جو تیس ہزار درہم تھی صدقہ کر دی اور شریک سے علیحدگی اختیار فرمالی۔(ص:182)

۲۴۔اتباع سنت

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ بہت متبع سنت تھے۔ایک مرتبہ لوگوں نے کہا مسجد سے بایاں پاؤں نکالنا اور جوتا سیدھے پاؤں میں پہننا سنت ہے دیکھیں حضرت ان دونوں سنتوں کو کیسے جمع فرماتے ہیں۔جب مولانا مسجد سے نکلنے لگے تو آپ نے پہلے بایاں پاؤں نکال کر جوتے پر رکھا اور پھر سیدھا پاؤں نکالا تو جوتے میں داخل کر کے جوتا پہن لیا اس کے بعد بائیں پاؤں میں جوتا پہنا۔اس طرح دونوں سنتوں کو جمع فرمایا۔(ص:186)

۲۵۔خاک پاک

حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار اقدس کی خاک پاک سرمہ میں ملا کر آنکھوں میں لگایا کرتے تھے اور مدینہ منورہ کی کھجوروں کی گٹھلیوں کو ہاون دستہ میں کٹوا کر رکھ لیا کرتے تھے جس کو ناشتے میں تناول فرمایا کرتے تھے۔(ص:187)

۲۶۔احترام

حضرت مُہاجر بن قُنفُذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایسے وقت حاضر ہوئے کہ آپ پیشاب فرما رہے تھے،انہوں نے آپ کو سلام کیا،لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کا جواب نہیں دیا،حتیٰ کہ آپ نے پیشاب سے فارغ ہو کر وضو کر لیا پھر آپ نے ان سے معذرت کرتے ہوئے فرمایا اصل بات یہ ہے کہ مجھے یہ اچھا نہیں لگا کہ میں اللہ تعالیٰ کا نام بغیر طہارت و پاکیزگی کے لوں۔(ص:191)

۲۷۔اسم مقدس

سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک خادم کا نام محمد تھا۔ بادشاہ ہمیشہ اسے اسی نام سے پکارا کرتا تھا۔ایک روز سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو تاج الدین کہہ کر آواز دی۔خادم نے اس وقت تو بادشاہ کے حکم کی تعمیل کی لیکن بعد میں اپنے گھر چلا گیا اور تین روز تک بادشاہ کی خدمت میں حاضر نہ ہوا۔

سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مصاحب کو طلب کیا اور غیر حاضری کا سبب معلوم کیا۔خادم نے عرض کیا آپ مجھے ہمیشہ محمد نام سے پکارا کرتے تھے لیکن اس دن آپ نے خلاف معمول تاج الدین کہہ کر پکارا،میں نے اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ شاید آپ کے دل میں میری طرف سے کوئی بدگمانی پیدا ہوگئی ہے اس وجہ سے میں حاضر نہیں ہوا،اور یہ سارا وقت پریشانی کے عالم میں بسر کیا۔

سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے قسم کھا کر کہا کہ میں ہرگز ہرگز تم سے بدگمان نہیں ہوں،لیکن میں نے جس وقت تم کو تاج الدین کہہ کر پکارا تھا اس وقت میں باوضو نہیں تھا مجھے یہ نامناسب معلوم ہوا کہ بغیر وضو کے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مقدس نام اپنی زبان پر لاؤں۔(ص:192)

بحوالہ:سلف صالحین کے ایمان افروز واقعات

مؤلف:مولانا محمد نعمان صاحب

ناشر:ادارۃ المعارف کراچی14(besturdubooks.wordpress.com)

۲۸۔احتیاط(۳)

۱۔حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بحرین سے مشک اور عنبر آیا۔حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم!میں چاہتا ہوں کہ مجھے کوئی ایسی عورت مل جائے جو اچھی طرح تولنا جانتی ہو اور وہ مجھے یہ خوشبو تول دے تاکہ میں اِسے مسلمانوں میں تقسیم کرسکوں۔آپ کی اہلیہ عاتکہ بنت زید بن عمرو بن نفیل نے کہا میں تولنے میں بڑی ماہر ہوں لائیے میں تول دیتی ہوں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا نہیں تم سے نہیں تلوانا،انھوں نے کہا کیوں؟ آپ نے فرمایا مجھے ڈر ہے کہ تو اسے اپنے ہاتھوں سے ترازو میں رکھے گی(یوں کچھ نہ کچھ خوشبو تیرے ہاتھ کو لگ جائے گی اور کنپٹی وگردن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا)اور یوں کنپٹی و گردن پر اپنے ہاتھ پھیرے گی اس طرح تجھے مسلمانوں سے زیادہ خوشبو مل جائے گی۔(ص:225)

۲۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے کچھ اونٹ خریدے اور ان کو بیت المال کی چراگاہ میں چھوڑ آیا،جب وہ خوب موٹے ہوگئے تو میں انھیں بیچنے کے لیے بازار لے آیا۔اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی تشریف لے آئے اور انھیں موٹے موٹے اونٹ نظر آئے تو پوچھا یہ کس نے اونٹ ہیں؟

لوگوں نے بتایا کہ یہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ہیں۔تو فرمانے لگے عبداللہ!واہ واہ امیر المؤمنین کے بیٹے کے کیا کہنے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما دوڑتے ہوئے آئے اور عرض کیا امیر المؤمنین کیا بات ہے؟

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ اونٹ کہاں سے لائے؟

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے عرض کیا میں نے یہ اونٹ خریدے تھے پھر بیت المال کی چراگاہ میں چرنے کے لیے بھیجتا تھا (اب ان کو بازار لے آیا ہوں) تاکہ میں دوسرے مسلمانوں کی طرح انھیں بیچ کر نفع حاصل کروں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے فرمایا بیت المال کی چراگاہ میں لوگ ایک دوسرے کو کہتے ہوں گے، امیر المؤمنین کے بیٹے کے اونٹوں کو چراؤ اور امیر المؤمنین کے بیٹے کے اونٹوں کو پانی پلاؤ یعنی میرے بیٹے ہونے کی وجہ سے تمھارے اونٹوں کی زیادہ رعایت کی ہوگی۔ اے عبداللہ! ان اونٹوں کو بیچو اور تم نے جتنی رقم میں خریدے تھے وہ تو لے لو اور باقی زائد رقم مسلمانوں کے بیت المال میں جمع کرادو۔ (ص:226)

۲۹۔ رجوع

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا میرے علم میں ایسا کوئی آدمی نہیں جس نے چار سو سے زیادہ مہر مقرر کیا ہو کیوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کا مہر چار سو درہم یا اس سے کم تھا، اگر مہر زیادہ کرنا کوئی تقویٰ اور عزت کی بات ہوتی تو تم لوگ ان مبارک حضرات سے مہر میں آگے نہیں جا سکتے تھے، پھر منبر سے نیچے تشریف لے آئے۔

پھر ایک قریشی عورت آپ کے سامنے آئی اور اس نے عرض کیا، کیا آپ نے لوگوں کو چار سو درہم سے زیادہ مہر رکھنے سے منع کیا ہے؟

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے فرمایا ہاں۔

اس نے عورت نے کہا کیا آپ نے اللہ تعالیٰ کو قرآن مجید میں یہ فرماتے ہوئے نہیں سنا

وَاٰتَیْتُمْ اِحْدٰھُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْہُ شَیْئًا ؕ (النسآء:20)

اور تم نے دیا ہو ان میں ایک کو بہت سا مال تو اس میں سے کچھ بھی مت لو۔

یعنی اس آیت میں مہر میں بہت زیادہ مال دینے کو اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا جس سے معلوم ہوا کہ زیادہ مہر دینا بھی جائز ہے۔ یہ سن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے فرمایا

اے اللہ! میں تجھ سے معافی مانگتا ہوں، تمام لوگ عمر سے زیادہ دین کی سمجھ رکھتے ہیں۔

پھر واپس آکر منبر پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا اے لوگو! میں نے تمھیں چار سو سے زیادہ مہر دینے سے منع کیا تھا لیکن اب تمھیں اجازت ہے کہ جتنا چاہو یا جتنا دل کہے تم اتنا مہر دے سکتے ہو۔ (ص:227)

بحوالہ: سلف صالحین کے ایمان افروز واقعات

مؤلف: مولانا محمد نعمان صاحب

ناشر: ادارۃ المعارف کراچی14 (besturdubooks.wordpress.com)

۳۰۔ وعدے کا پاس

ایران کا مشہور سپہ سالار ہرمزان قیدی بنا کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے پاس لایا گیا۔ آپ نے اسے اسلام قبول کرنے کی

دعوت دی لیکن اس نے ٹھکرادی۔حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے حکم دیا اسے قتل کر دیا جائے،کیوں کہ اس نے اسلام کو بڑا نقصان پہنچایا تھا۔جب اس کے قتل کرنے کی تیاری ہوگئی تو اس نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی طرف دیکھ کر کہا میں پیاس سے نڈھال ہوں کیا ایسا ممکن ہے کہ مجھے قتل کرنے سے پہلے پینے کے لیے پانی دیا جائے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے حکم دیا اسے پانی پلایا جائے۔ہرمزان نے پانی کا پیالہ ہاتھ میں لیا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے عرض کرنے لگا کہ یہ پانی جو اس وقت میرے ہاتھ میں ہے اسے پینے تک آپ لوگ مجھے قتل تو نہیں کریں گے؟

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے فرمایا جب تک تم پانی نہیں پیو گے تمہیں قتل نہیں کیا جائے گا۔

ہرمزان نے جلدی سے پانی کو نیچے گرا کر ضائع کر دیا اور عرض کیا امیر المؤمنین! دیکھیے آپ نے وعدہ کیا ہے اب اس کو پورا کیجیے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے کہا تمھیں قتل کرنے سے فی الحال رک جاتے ہیں،میں تمھارے معاملے میں غور و فکر کروں گا۔پھر جلاد کو حکم دیا تلوار ہٹالو۔اب ہرمزان نے بلند آواز سے پکارا

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ○

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے فرمایا اسلام لے آئے ہو اچھا کیا،مگر یہ تو بتاؤ جب میں نے تمھیں اسلام کی دعوت دی تھی اس وقت تم نے قبول کیوں نہ کیا؟

ہرمزان نے کہا مجھے اس بات کا ڈر تھا کہ اگر اس وقت اسلام قبول کروں گا تو میرے بارے میں کہا جائے گا کہ موت سے گھبرا کر اسلام لایا ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے فرمایا اہل فارس کی عقلیں پہاڑوں جیسی ہیں یعنی بڑے عقل مند و دانا ہیں۔(ص:236)

۳۱۔قانون کی تبدیلی

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ ایک تجارتی قافلہ مدینہ منورہ آیا اور انھوں نے عید گاہ میں قیام کیا۔حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے فرمایا کیا آپ اس بات کے لیے تیار ہیں کہ ہم دونوں اس قافلہ کا چوروں سے پہرہ دیں؟

انھوں نے کہا ٹھیک ہے۔چناں چہ یہ دونوں حضرات رات بھر قافلہ کا پہرہ دیتے رہے اور باری باری نماز بھی پڑھتے رہے۔حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے ایک بچے کے رونے کی آواز سنی تو جا کر اس کی ماں سے کہا اللہ سے ڈر اور اپنے بچے کا خیال کر اور پھر اپنی جگہ واپس آگئے۔۔پھر بچے کے رونے کی آواز سنی تو دوبارہ گئے اور اس کی ماں سے وہی بات کہی اور واپس آگئے۔جب آخر رات ہوئی تو پھر اس بچے کے رونے کی آواز سنی تو جا کر اس کی ماں سے تیرا بھلا ہو! میرے خیال میں تو بچے کے حق میں بری ماں ہے،کیا بات ہے تیرا بیٹا آج ساری رات آرام نہ کر سکا؟

اس عورت نے کہا اے اللہ کے بندے! آج رات تو تم نے مجھے تنگ کر دیا،میں بہلا پھسلا کر اس کا دودھ چھڑانا چاہتی ہو لیکن یہ نہیں مانتا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے پوچھا تم اس کا دودھ کیوں چھڑانا چاہتی ہو؟

اس عورت نے کہا کیوں کہ حضرت عمر صرف اس بچہ کا وظیفہ مقرر کرتے ہیں جو دودھ چھوڑ چکا ہو۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے پوچھا اس بچے کی عمر کیا ہے؟

اس عورت میں عمر بتائی تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے فرمایا تیرا بھلا ہو اس کے دودھ چھڑانے میں جلدی نہ کر۔ پھر آپ واپس تشریف لائے اور فجر کی نماز پڑھائی تو اس میں بہت روئے۔ زیادہ رونے کی وجہ سے آپ کا قرآن لوگوں کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا، سلام پھیرنے کے بعد آپ نے لوگوں سے فرمایا عمر کے لیے ہلاکت ہو! اس نے مسلمانوں کے کتنے بچے مار ڈالے۔ (آپ نے اصول بنایا تھا کہ بچے کا دودھ چھڑانے کے بعد وظیفہ ملے گا اس وجہ سے نامعلوم کتنے بچوں کا دودھ قبل از وقت چھڑایا گیا ہوگا اور بچوں کو تکلیف ہوئی ہوگی)

پھر آپ نے اپنے منادی کو حکم دیا کہ وہ یہ اعلان کرے خبردار! تم اپنے بچوں کا جلدی دودھ نہ چھڑاؤ کیوں کہ ہم ہر دودھ پیتے بچے کا بھی وظیفہ مقرر کریں گے اور تمام علاقوں میں اپنے گورنروں کو یہ لکھوا کر بھیجا کہ ہم ہر دودھ پیتے بچے کا بھی وظیفہ مقرر کریں گے۔ (ص:237)

۳۲۔عدل وانصاف

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے ایک مرتبہ اپنے غلام کا کان مروڑا تھا۔ ایک مرتبہ اس سے فرمایا تم مجھ سے بدلہ لے لو، چناں چہ غلام نے آپ کا کان پکڑ لیا تو آپ نے اس سے فرمایا زور سے مروڑ، دنیا میں بدلہ دینا کتنا اچھا ہے اب آخرت میں بدلہ نہیں دینا پڑے گا۔ (ص:239)

۳۳۔بہترین صدقہ

جب مہاجرین مدینہ منورہ آئے تو یہاں کا پانی موافق نہ آیا۔ بنوغفار کے ایک آدمی کا کنواں رُومہ تھا، وہ اس کنویں کے پانی کی ایک مشک ایک مُد (تقریباً 14 چھٹانک) میں بیچتا تھا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کنویں والے سے فرمایا تم میرے ہاتھ کنواں بیچ دو تمھیں اس کے بدلے جنت میں ایک چشمہ ملے گا۔

اس نے عرض کیا یارسول اللہ! میرے اور میرے اہل وعیال کے لیے اس کے علاوہ اور کوئی آمدنی کا ذریعہ نہیں اس لیے میں نہیں دے سکتا۔

یہ بات حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو پہنچی تو انھوں نے وہ کنواں 35 ہزار درہم میں خرید لیا۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم جیسے آپ نے اس سے جنت کے چشمے کا وعدہ فرمایا تو کیا اگر میں اس کنویں کو خرید لوں تو مجھے بھی جنت میں وہ چشمہ ملے گا؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جی ہاں بالکل ملے گا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے عرض کیا میں نے وہ کنواں خرید کر مسلمانوں کے لیے صدقہ کر دیا۔ (ص:240)

۳۴۔ بے مثال سخاوت (۱)

ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے گھر فاقہ تھا۔ کھانے کی کوئی چیز میسر نہیں تھی۔ آپ نے اس موقع پر ایک رات کسی کے باغ کو پانی سینچ کر ڈالنے کی مزدوری کی اور اس کام پر صبح کو باغ والے نے کچھ جَو دیئے۔ آپ ان کو گھر لائے اور تین حصے بنا کر ایک حصہ چکی میں پسوایا اور اس سے کھانا تیار کیا۔ جب کھانے کے لیے بیٹھے تو ایک مسکین نے دستک دی کہ اللہ کے نام پر کچھ دے دو۔ آپ نے اور گھر کے افراد نے وہ سارا کھانا مسکین کو دے دیا۔ پھر باقی آٹے میں سے کچھ نکال کر پکایا اور کھانے بیٹھے تو ایک یتیم آیا کہ اللہ کے نام پر کچھ دے دو۔ آپ نے یہ کھانا بھی اللہ کے نام پر اس یتیم کو دے دیا اور آٹے کے آخری بچے ہوئے حصہ کو لے کر پکایا اور کھانے کے لیے بیٹھے تو ایک قیدی آیا اور سوال کیا آپ نے اللہ کے نام پر یہ بھی دے دیا، اس پر قرآن کریم کی یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی

وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ○ (الدھر: 8)

وہ اللہ کی محبت میں مسکین و یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔

(ص: 241)

۳۵۔ بے مثال سخاوت (۲)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے دو بوریوں میں ایک لاکھ اسی ہزار دراہم بھیجے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک طباق منگوایا اور یہ ساری رقم لوگوں میں تقسیم کرنا شروع کر دی، یہاں تک کہ ساری رقم فقراء میں تقسیم کر دی۔ جب شام ہوئی تو اپنی باندی سے فرمایا کہ میری افطاری لاؤ، باندی نے ایک روٹی اور زیتون کا تیل پیش کیا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ایک خادمہ ام ذرہ تھیں، انھوں نے عرض کیا آپ نے جو مال تقسیم کیا اس میں سے ایک درہم کا گوشت ہمارے لیے نہیں خریدا جا سکتا تھا جس سے ہم لوگ افطار کرتے؟

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا اگر تم نے مجھے یاد دلایا ہوتا تو میں خرید لیتی۔ (ص: 244)

بحوالہ: سلف صالحین کے ایمان افروز واقعات

مؤلف: مولانا محمد نعمان صاحب

ناشر: ادارۃ المعارف کراچی 14 (besturdubooks.wordpress.com)

۳۶۔ رضائے الٰہی

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے حضرت عبداللہ بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو بیت المال کا نگران مقرر کیا اور انہیں تین لاکھ اس خدمت کے عوض دینے چاہے تو انھوں نے لینے سے انکار کر دیا اور کہا میں نے تو اللہ کے لیے کام کیا تھا۔ (ص: 245)

۳۷۔راہ خدا کے راہی

ایک مرتبہ حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک تجارتی قافلہ مدینہ منورہ آیا جس میں سات سو اونٹوں پر صرف گیہوں، آٹا اور دوسری اشیائے خورد و نوش تھیں۔اس قافلہ کا مدینہ منورہ میں شور ہو گیا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سنا تو فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ عبد الرحمن جنت میں گھٹنوں کے بل داخل ہوں گے۔(یعنی معمولی سے تاخیر سے ورنہ آپ تو عشرہ مبشرہ میں سے ہیں)

حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی میں آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ یہ سارا قافلہ مع اسباب و مال بلکہ اونٹ اور کجاوہ تک راہ خدا میں وقف ہے۔ایک مرتبہ اپنا نصف مال اور دو مرتبہ چالیس چالیس ہزار دینا وقف کیے۔اسی طرح جہاد کے لیے پانچ سو گھوڑے اور پانچ سو اونٹ دیئے۔(ص:246+245)

۳۸۔بے نظیر ایثار

ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اور عرض کی مجھے سخت فاقہ درپیش ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات سے معلوم کیا کہ کوئی چیز تم لوگوں کے پاس ہے؟ لیکن کسی جگہ سے بھی کوئی کھانے کی چیز نہ ملی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا کہ ہے کوئی جو ہمارے مہمان کی آج رات مہمان نوازی کرے؟

تو حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا میں مہمان نوازی کروں گا۔پھر ان کو اپنے گھر لے گئے۔اور اپنی اہلیہ سے کہا کہ مہمان رسول کی خاطر کوئی کسر نہ چھوڑنا۔آپ کی بیوی نے کہا آج ہمارے گھر سوائے بچوں کے کھانے کے کوئی چیز نہیں ہے۔

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ بچوں کو بہلا پھسلا کر سلا دو، اور ہم بھی آج اللہ کے نبی کے مہمان کی خاطر بھوکے رہ جائیں گے اور جو کھانا ہے اس کو لے آؤ، اور جب ہم کھانے کے لیے بیٹھیں تو کسی بہانے سے چراغ بجھا دو تا کہ مہمان سمجھے کہ ہم بھی اس کے ساتھ کھانے میں شریک ہیں۔چناں چہ ان کی اہلیہ نے ایسا ہی کیا اور اس طرح مہمان کو سارا کھانا کھلا دیا اور خود وہ اور ان کے بیوی بچے بھوکے رہ گئے۔

جب صبح ہوئی تو یہ حضرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فلاں مرد اور فلاں عورت سے اللہ نے تعجب کیا اور ان کی مدح میں قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی:

وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ○(الحشر:9)

وہ ترجیح دیتے ہیں ان کو اپنے نفسوں پر اگر چہ ہو ان کو سخت حاجت۔ (ص:247)

بحوالہ: سلف صالحین کے ایمان افروز واقعات

مؤلف: مولانا محمد نعمان صاحب

ناشر: ادارۃ المعارف کراچی14 (besturdubooks.wordpress.com)

۳۹۔ چار لاکھ دراہم

حضرت سعدیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دن میں حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے پاس گئی تو میں نے ان کی طبیعت پر گرانی محسوس کی۔ میں نے ان سے کہا آپ کو کیا ہوا، کیا ہماری طرف سے آپ کو کوئی ناگوار بات پیش آئی ہے؟ اگر ایسا ہے تو پھر اس ناگوار بات کو دور کر کے آپ کو راضی کریں گے۔

حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے فرمایا نہیں ایسی کوئی بات نہیں۔ تم تو مسلمان مرد کی بہت اچھی بیوی ہو۔ میں اس وجہ سے پریشان ہوں کہ میرے پاس مال جمع ہو گیا ہے اور مجھے سمجھ نہیں آرہا اس کا کیا کروں؟

حضرت سعدیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میں عرض کیا اس میں پریشان ہونے کی کیا بات ہے؟ آپ اپنی قوم کو بلا لیں اور یہ ان میں تقسیم کر دیں۔ چناں چہ ان کے قوم کے لوگ آگئے اور ان میں سارا مال تقسیم کر دیا گیا۔ میں نے خزانچی سے پوچھا انھوں نے کتنا مال تقسیم کیا؟ خزانچی نے کہا چار لاکھ درہم۔ (ص: 247)

۴۰۔ اپنے ہاتھ سے دینا

حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی بینائی جا چکی تھی، انھوں نے اپنی نماز کی جگہ سے لے کر اپنے کمرے کے دروازے تک ایک رسی باندھی ہوئی تھی۔ جب دروازے پر کوئی مسکین آتا تو اپنے ٹوکرے میں سے کچھ لیتے اور رسی کو پکڑ کر دروازے تک جاتے اور خود اپنے ہاتھ سے اس مسکین کو دیتے۔

گھر والے ان سے کہتے آپ کی جگہ پر ہم جا کر مسکین کو دے آتے ہیں تو فرماتے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ مسکین کو اپنے ہاتھ سے دینا بری موت سے بچاتا ہے۔ (ص: 248)

۴۱۔ حالت نزع اور ایثار

حضرت ابوجَہم بن حُذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ جنگ یرموک میں، میں اپنے چچا زاد بھائی کو تلاش کرنے نکلا اور ساتھ پانی کا ایک مشکیزہ لے لیا کہ اگر وہ مل جائیں اور پانی کی ضرورت پڑے تو پریشانی نہ ہو۔ کہتے ہیں میں نے ان کو ایک جگہ پالیا، وہ نزع کی حالت میں زخمی پڑے ہوئے تھے۔ میں نے ان سے کہا کہ میں تمھیں پانی پلاؤ؟ انھوں نے کہا ہاں۔ ان کے قریب ایک اور صاحب زخمی حالت میں پڑے ہوئے تھے انھوں نے آہ کی اور پانی کی تمنا کی۔

میرے چچا زاد بھائی نے کہا پہلے اُن کو پانی پلاؤ۔ دیکھا تو وہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے بھائی حضرت ہشام بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ تھے۔ میں ان نے پاس گیا اور کہا کہ پانی پلاؤں؟ تو انھوں نے کہا ہاں۔ اتنے میں ایک اور صاحب کے کراہنے کی آواز آئی تو ہشام کہنے لگے پہلے اس کو پلا دو۔

حضرت ابوجَہم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ میں ان کے پاس پہنچا تو ان کا انتقال ہو چکا تھا۔ لہٰذا میں ہشام کے پاس آیا تو دیکھا

ان کا بھی انتقال ہوگیا۔ یہ دیکھ کر میں اپنے چچازاد بھائی کے پاس آیا تو دیکھا ان کا بھی وصال ہو چکا تھا۔(ص:250)

بحوالہ:سلف صالحین کے ایمان افروز واقعات

مؤلف:مولانا محمد نعمان صاحب

ناشر:ادارۃ المعارف کراچی14(besturdubooks.wordpress.com)

۴۲۔طریق اصلاح

حضرت شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے وعظ میں ایک شخص کو دیکھا جس کا پائجامہ ٹخنوں سے نیچے تھا۔آپ نے وعظ کے بعد اس شخص سے کہا ذرا ٹھہر جائیے مجھے آپ سے کچھ کہنا ہے۔اس کے بعد اسے خلوت میں بٹھا کر یوں فرمایا بھائی میرے اندر ایک عیب ہے کہ میرا پائجامہ ٹخنوں سے نیچے ڈھلک جاتا ہے اور حدیث میں یہ وعیدیں آئیں ہیں اور اس کے ساتھ ہی آپ اپنا پائجامہ دکھانے کے لیے کھڑے ہو گئے اور فرمایا غور سے دیکھنا کیا واقعی میرا خیال صحیح ہے یا محض وہم ہے۔

اس شخص نے شاہ صاحب کے پاؤں پکڑ لیے اور عرض کیا حضرت آپ کے اندر تو یہ عیب کیوں ہوتا البتہ میرے اندر ہے مگر اس طریق سے آج تک مجھے کسی نے سمجھایا نہیں،اب میں تائب ہوتا ہوں ان شاءاللہ آئندہ ایسا نہیں کروں گا۔(ص:308)

۴۳۔سیاہی کا ادب

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک روز جب بیت الخلاء میں تشریف لے گئے تو اندر جا کر نظر پڑی تو دیکھا کہ انگوٹھے کے ناخن پر ایک نقطہ روشائی کا لگا ہوا ہے جو عموماً لکھتے وقت قلم کی روانی دیکھنے کے لیے لگا لیا جاتا ہے،فوراً گھبرا کر باہر آگئے اور اس کے دھونے کے بعد تشریف لے گئے اور فرمایا کہ اس نقطہ کو بھی علم کے ساتھ تلبیس ونسبت ہے،بے ادبی معلوم ہوئی اس کو بیت الخلاء میں پہنچاؤں۔(ص:323)

۴۴۔تعویزی کلمات

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کسی نے کسی خاص کام کے لیے تعویز مانگا،آپ نے فرمایا مجھے اس کا تعویز نہیں آتا،اس شخص نے اصرار کیا کچھ لکھ دیجیے۔آپ نے یہ کلمات لکھ دیئے:

یااللہ میں جانتا نہیں یہ مانتا نہیں،آپ کے قبضہ میں سب کچھ ہے،اس کی مراد پوری فرمادیجیے۔

اللہ تعالیٰ نے اس شخص کی ضرورت پوری فرمادی۔(ص:344)

بحوالہ:سلف صالحین کے ایمان افروز واقعات

مؤلف:مولانا محمد نعمان صاحب

ناشر:ادارۃ المعارف کراچی14(besturdubooks.wordpress.com)

۴۵۔خدمت خلق

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ایک نابینا بڑھیا کا جو مدینہ منورہ کے قرب وجوار میں رہتی تھی رات کو پانی بھر دیا کرتے تھے اور دوسرے تمام کام بھی کر دیا کرتے تھے اور اس کی پوری پوری خبر گیری کرتے تھے۔ایک روز جب آپ اس کے یہاں تشریف لے گئے تو اس کے روزمرہ کے تمام کام نپٹے ہوئے دیکھے۔آپ کو بڑی حیرت ہوئی اور آپ اس کی تلاش میں لگ گئے کہ آخر یہ کون ہے؟

ایک دن دیکھ لیا کہ وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ہیں۔یہ وہ زمانہ تھا جب آپ خلیفہ تھے۔آپ کو دیکھ کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے کہا میری عمر کی قسم آپ کے سوا اور کون ہوسکتا ہے؟(ص:257)

۴۶۔ذمہ داری

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اپنی خلافت کے زمانے میں بسا اوقات رات کو چوکیداری کے طور پر شہر کی حفاظت بھی فرمایا کرتے تھے۔ایک مرتبہ اسی حالت میں ایک میدان میں سے گزرہوا تو دیکھا کہ ایک خیمہ ہے جو پہلے وہاں نہیں تھا۔اس کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ ایک صاحب اس کے قریب بیٹھے ہیں اور خیمہ سے کچھ کراہنے کی آواز آرہی ہے۔

آپ سلام کر کے ان صاحب کے پاس بیٹھ گئے اور دریافت کیا کہ آپ کون ہیں؟

انھوں نے کہا ایک مسافر ہوں،جنگل کا رہنے والا ہوں،امیر المؤمنین کے سامنے کچھ ضروریات پیش کر کے مدد لینے کے واسطے آیا ہوں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے دریافت فرمایا کہ یہ خیمے میں سے آواز کیسی آرہی ہے؟

ان صاحب نے کہا میاں جاؤ اپنا کام کرو۔

آپ نے اصرار کیا کہ نہیں بتادو کچھ تکلیف کی آواز ہے۔

ان صاحب نے کہا عورت کی ولادت کا وقت قریب ہے،دردزہ ہورہا ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے دریافت فرمایا کہ کوئی دوسری عورت بھی پاس ہے؟

انھوں نے کہا کوئی نہیں۔

آپ وہاں سے اٹھے اور اپنے مکان پر تشریف لے گئے اور اپنی بیوی حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا ایک بڑے ثواب کی چیز مقدر سے تمھارے لیے آئی ہے۔

انھوں نے پوچھا کیا ہے؟

آپ نے فرمایا ایک گاؤں کے رہنے والی بیچاری تنہا ہے اس کو دردزہ ہورہا ہے۔

حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا ہاں ہاں آپ کی صلاح ہو تو میں تیار ہوں اور کیوں تیار نہ ہوتیں کہ یہ بھی آخر سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی صاحبزادی تھیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے فرمایا ولادت کے لیے جن چیزوں کی ضرورت پڑتی ہو، تیل، گڑ وغیرہ لے لو اور ایک ہانڈی اور کچھ گھی اور دانے وغیرہ بھی ساتھ لے لو، وہ لے کر چلیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ پیچھے پیچھے ہو لیے۔ وہاں پہنچ کر حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا تو خیمہ میں چلی گئیں اور آپ نے آگ جلا کر ہانڈی میں دانے ابالے گھی ڈالا اتنے میں ولادت سے فراغت ہوگئی۔ اندر سے حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آواز دے کر عرض کیا امیر المؤمنین اپنے دوست کو لڑ کا پیدا ہونے کی بشارت دے دیجیے۔

امیر المؤمنین کا لفظ سن کر وہ صاحب بڑے گھبرائے۔ آپ نے فرمایا گھبرانے کی بات نہیں۔ وہ ہاندی خیمہ کے پاس رکھ دی کہ اس عورت کو بھی کچھ کھلا دیں۔ حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس عورت کو بھی کھلایا اس کے بعد ہانڈی باہر دے دی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے اس بدو سے فرمایا کہ لو تم بھی کھاؤ، رات بھر تمھاری جاگنے میں گزر گئی۔ اس کے بعد اہلیہ کو ساتھ لے کر گھر تشریف لے چلے اور ان صاحب سے فرمایا کہ کل آنا تمھارے لیے انتظام کر دیا جائے گا۔ (ص:257)

۴۷۔ جذبہ خدمت

ایک مرتبہ شام کا ایک تاجر کچھ سامان لے کر مدائن آیا تو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ایک عام آدمی کی طرح سڑکوں پر پھر رہے تھے وہ انہیں مزدور سمجھا اور آپ سے کہا یہ گٹھڑی اٹھا لو۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے کسی تامل اور توقف کے بغیر گٹھڑی اٹھا لی۔ کچھ دیر کے بعد مدائن کے باشندوں نے آپ کو بوجھ اٹھائے دیکھا تو اس شامی تاجر سے کہا کہ یہ امیر مدائن ہیں اس پر وہ تاجر بہت حیران بھی ہوا اور شرمندہ بھی اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے معذرت کے ساتھ درخواست کی کہ وہ بوجھ اتار دیں لیکن حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ راضی نہ ہوئے اور فرمایا میں نے ایک نیکی کی نیت کر لی ہے اب جب تک وہ پوری نہ ہو یہ سامان نہیں اتاروں گا چناں چہ وہ سامان منزل تک پہنچا کر ہی دم لیا۔ (ص:359)

بحوالہ: سلف صالحین کے ایمان افروز واقعات

مؤلف: مولانا محمد نعمان صاحب

ناشر: ادارۃ المعارف کراچی14 (besturdubooks.wordpress.com)

۴۸۔ بے زبان پر رحم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک بدکار عورت کی مغفرت کر دی گئی اس کا سبب یہ ہوا کہ وہ ایک کتے کے پاس سے گزری جو شدت پیاس کے سبب زبان نکالے کنوئیں کے کنارے پر کھڑا تھا، قریب تھا کہ اسے پیاس مار ڈالتی، اس عورت نے اپنا موزہ اتارا اور اسے دوپٹہ سے باندھ کر کنوئیں سے پانی نکالا اور کتے کو پلا دیا بس اس عمل کی بدولت اس کی مغفرت ہوگئی۔ (ص:380)

۴۹۔ حقیقی طالب علم

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مجلس میں ہر وقت ایک جماعت ایسے افراد کی موجود رہتی تھی جو آپ سے علم حاصل کرتے تھے۔ آپ کی مجلس جاری تھی کہ اچانک شور کی آواز سنی کہ مدینہ میں ہاتھی آیا ہے، پس مجلس کے تمام لوگ ہاتھی دیکھنے کے لیے چلے گئے لیکن یحییٰ بن یحییٰ اندلسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نہیں گئے۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان سے فرمایا کہ آپ اس عجیب وغریب جانور کو دیکھنے کے لیے کیوں نہیں گئے حالانکہ آپ کے ملک میں یہ جانور نہیں ہوتا؟

یحییٰ بن یحییٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عرض کیا کہ میں اپنے ملک سے صرف اس لیے آیا ہوں کہ آپ کی زیارت کروں اور علم حاصل کروں، ہاتھی دیکھنے کے لیے نہیں آیا۔

پس امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہ جواب سن کر متعجب ہوئے اور آپ نے ان کا نام عاقل اہل اندلس رکھا۔ (ص:935)

۵۰۔ صبر و تحمل

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک بیٹا جو ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے تھا بیمار ہوگیا اور اسی بیماری میں انتقال کرگیا۔ ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اسے ڈھانپ دیا اور شوہر کو محسوس نہیں ہونے دیا کہ تمھارے بیٹے کا انتقال ہو چکا ہے۔ چناں چہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حسب دستور بچے کا حال پوچھا کہنے لگیں وہ پہلے کی بہ نسب اچھے حال میں ہے۔

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ کا شکر ادا کیا اور ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان کے آگے کھانا بڑھا دیا، چناں چہ رات کو دونوں آرام سے بستر پر سو گئے۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رات کو نسوانی خواہش بھی پوری کی۔

جب سحری کا وقت ہوا تو ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہنے لگیں ابوطلحہ! مجھے بتاؤ اگر فلاں آدمی کے گھر والوں نے کسی سے کوئی چیز ادھار مانگ لی ہو اور وہ اس سے پوری طرح نفع لے چکے ہوں اور پھر واپسی کے لیے اس چیز کا مطالبہ کیا جائے تو ان پر گراں گزرے

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمانے لگے لینے والوں نے واپسی کے معاملے میں انصاف سے کام نہیں لیا۔ ام سلیم بولیں آپ کا بیٹا ہم نے اللہ سے عاریۃً لیا تھا اور اب اللہ تعالیٰ نے اسے واپس لے لیا ہے چناں چہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ کی حمد کی اور اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ○ پڑھا۔

صبح کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور سارا واقعہ سنایا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوطلحہ! اللہ تعالیٰ تمھاری گزشتہ رات کی ہم نشینی میں برکت دے۔ چناں چہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو نعم البدل کے طور پر عبداللہ بن ابوطلحہ کی شکل میں بچہ عطا فرمایا۔

راوی کہتے ہیں اس کے بعد میں نے مسجد میں ان کے سات بیٹے دیکھے جو سب کے سب قرآن کے قاری تھے۔ (ص:895)

بحوالہ: سلف صالحین کے ایمان افروز واقعات

مؤلف: مولانا محمد نعمان صاحب

ناشر: ادارۃ المعارف کراچی 14 (besturdubooks.wordpress.com)

۵۱۔کمر پر نشانات

حضرت زین العابدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا جب انتقال ہوا تو لوگوں نے دیکھا کہ وہ اہل مدینہ میں سو گھروں کی کفالت کیا کرتے تھے۔

ان کی وفات کے بعد لوگوں نے ان کی کمر پر وہ نشانات دیکھے جو ان تھیلوں کی وجہ سے پڑ گئے تھے جنہیں راتوں کو وہ مساکین کے پاس لے جاتے تھے۔(ص:872)

۵۲۔ایثار

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ جنگل سے گزر رہے تھے راستے میں ایک باغ پر گزر ہوا۔ وہاں ایک حبشی غلام باغ میں کام کر رہا تھا۔ اس کی روٹی آئی اور ساتھ ہی ایک کتا بھی باغ میں چلا آیا اور غلام کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا۔ اس غلام نے کام کرتے کرتے ایک روٹی اس کتے کے سامنے ڈال دی کتے نے اس کو کھالیا اور کھڑا رہا۔ اس نے دوسری اور تیسری روٹی بھی ڈال دی کل تین ہی روٹیاں تھیں وہ تینوں کتے کو کھلا دیں۔

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ غور سے کھڑے دیکھتے رہے اور اس غلام سے پوچھا کہ تمھاری کتنی روٹیاں روزانہ آتی ہیں؟

اس غلام نے عرض کیا آپ نے ملاحظہ تو فرمایا تین ہی آیا کرتی ہیں۔

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا پھر تینوں کا ایثار کیوں کر دیا؟

غلام نے کہا حضرت یہاں کتے نہیں رہتے یہ غریب کہیں دور سے مسافت طے کر کے آیا ہے اس لیے مجھے اچھا نہ لگا کہ اس کو ویسے ہی واپس کر دوں۔

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا پھر تم آج کیا کھاؤ گے؟

غلام نے عرض کیا ایک دن فاقہ کر لوں گا یہ تو کوئی ایسی بڑی بات نہیں۔

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دل میں سوچا کہ لوگ مجھے ملامت کرتے ہیں کہ تو بہت سخاوت کرتا ہے یہ غلام تو مجھ سے بڑھ کر سخی ہے۔ یہ سوچ کر شہر میں واپس تشریف لے گئے اور اس باغ کو اور غلام کو اور جو کچھ سامان باغ میں تھا سب کو اس کے مالک سے خرید کر غلام کو آزاد کر دیا اور وہ باغ اس غلام کو ہبہ کر دیا۔(ص:870)

۵۳۔اندازِ سخاوت

اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس جب کوئی سائل آتا اور دعائیں دیتا جیسا کہ سائلین کا طریقہ ہے تو ام المؤمنین بھی اس سائل کے لیے دعائیں کرتیں اور بعد میں کچھ خیرات دیتیں۔

کسی نے عرض کیا ام المؤمنین آپ سائل کو صدقہ بھی دیتیں ہیں اور جس طرح وہ آپ کو دعا دیتا ہے آپ بھی دعا دیتی ہیں؟

آپ نے فرمایا اگر میں اس کو دعا نہ دوں اور فقط صدقہ دوں تو اس کا احسان مجھ پر زیادہ رہے گا، اس لیے کہ دعا صدقہ سے کہیں بہتر ہے، اس لیے دعا کی مکافات دعا سے کر دیتی ہوں تاکہ میرا صدقہ خالص رہے کسی احسان کے مقابلے میں نہ ہو۔(ص:869)

۵۴۔حسن سلوک

حضرت شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ گندم خرید کر اپنے گاؤں لائے، گھر آ کر گٹھڑی کو کھولا تو اس میں سے ایک چیونٹی نکل آئی جو پریشان ہو کر اِدھر اُدھر بھاگنے لگی، آپ کو اس پر بڑا ترس آیا اور یہ سوچ کر کہ نہ معلوم کس کس عزیز سے الگ ہوئی ہو گی ساری رات سو نہ سکے، آخر اسی طرح کپڑا باندھ کر پھر سفر کر کے جہاں سے گندم لائے تھے وہیں لا کر اسی دکان پر کپڑا کھولا اور چیونٹی کو اس کے مستقر پر پہنچا یا۔(ص:869)

بحوالہ: سلف صالحین کے ایمان افروز واقعات

مؤلف: مولانا محمد نعمان صاحب

ناشر: ادارۃ المعارف کراچی 14(besturdubooks.wordpress.com)

۵۵۔سبقت

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں صدقہ کرنے کا حکم فرمایا۔ اتفاق سے اس وقت میرے پاس مال تھا میں نے کہا اگر میں کبھی ابوبکر سے سبقت حاصل کر سکتا ہوں تو آج میں ان سے سبقت حاصل کر کے رہوں گا۔

لہٰذا اس خیال کے تحت میں اپنا نصف مال لے کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ اپنے گھر والوں کے لیے کیا چھوڑا؟ میں نے عرض کیا اتنا ہی اور ہے۔

جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے پاس موجود سارا مال و متاع لے کر حاضر خدمت ہو گئے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت فرمایا اپنے گھر والوں کے لیے کیا چھوڑا؟

انھوں نے عرض کیا ان کے لیے اللہ اور اس کا رسول چھوڑ آیا ہوں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا میں کبھی بھی آپ سے کسی چیز میں سبقت حاصل نہیں کر سکتا۔(ص:840)

۵۶۔ہمارے اسلاف

✪ حضرت سعید بن مسیّب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا چالیس سال سے میری باجماعت نماز فوت نہیں ہوئی۔ چالیس سال سے جب بھی اذان ہوئی حضرت سعید بن مسیّب پہلے مسجد میں موجود ہوتے تھے۔(ص:66)

✪ ابن حرملہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سعید بن مسیّب رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے چالیس حج کیے ہیں۔(ص:66)

- حضرت بی بی رابعہ بصریہ رحمہا اللہ ایک ہزار رکعتیں پڑھا کرتیں تھیں اور فرماتی کہ خدا کی قسم! اتنی نماز پڑھنے سے میری غرض ثواب حاصل کرنا نہیں بلکہ یہ چند رکعتیں اس لیے پڑھ لیتی ہوں تا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن دوسرے انبیاء کرام کے سامنے یہ فرما کر سرخرو ہوں کہ دیکھو میری امت کی ایک ادنیٰ سے عورت کی یہ عبادت تھی۔(ص:70)
- حضرت صفوان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کمر چالیس سال سے زمین پر نہیں لگائی۔ بالکل سوتے نہیں تھے اور سجدہ کرتے کرتے آپ کی پیشانی کا گوشت اڑ گیا تھا اور سجدہ کی جگہ پیشانی کی ہڈی ہی نظر آتی تھی۔(ص:70)
- حضرت میاں جی نور محمد رحمۃ اللہ علیہ کی تیس سال تک تکبیر اولیٰ فوت نہیں ہوئی۔(ص:73)
- حضرت سید عابد حسین رحمۃ اللہ علیہ کی اٹھائیس سال تک تکبیر اولیٰ فوت نہیں ہوئی۔(ص:73)
- حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے بائیس سال تک تکبیر تحریمہ فوت نہیں ہوئی۔(ص:73)
- امام اعمش رحمۃ اللہ علیہ سے تقریباً ستر سال سے تکبیر اولیٰ فوت نہیں ہوئی۔(ص:74)
- امام ابو قلابہ رحمۃ اللہ علیہ روزانہ چار سو رکعت نوافل پڑھتے تھے اور ساٹھ ہزار احادیث مبارکہ کے حافظ تھے۔(ص:76)
- حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، مشہور صحابی ہیں ایک رات نیند کے غلبے کی وجہ سے تہجد کی نماز فوت ہوگئی۔ آپ کو بڑا، افسوس ہوا، اور اپنی اس غفلت کی پاداش میں اپنے نفس کو یہ سزا دی کہ پورے ایک سال تک رات کو نہیں سوئے، ساری رات عبادت میں مصروف رہتے تھے۔ آپ ایک رکعت میں قرآن مجید مکمل کرلیا کرتے تھے۔(ص:83)
- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک رات میں پورا قرآن مجید ختم کر دیتے۔ آپ نے بکثرت حج بھی کیے۔(ص:90)
- حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روزانہ ایک رکعت میں قرآن مجید ختم کیا کرتے تھے۔(ص:106)
- حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ایک رکعت میں مکمل قرآن مجید پڑھا کرتے تھے۔(ص:107)
- حضرت ثابت بن اسلم بنانی رحمۃ اللہ علیہ ہر روز ظہر و عصر کے درمیان ایک قرآن پاک ختم کرلیا کرتے تھے۔(ص:109)
- حضرت منصور بن زاذان رحمۃ اللہ علیہ ہر روز ظہر و عصر کے درمیان ایک قرآن مجید ختم کرلیا کرتے تھے۔(ص:109)
- حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے چالیس سال تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی۔ آپ اکثر ایک رکعت میں قرآن مجید ختم کرتے تھے۔ رمضان شریف میں ساٹھ قرآن مجید ختم کرتے تھے۔ ایک دن میں ایک رات میں۔ جس جگہ آپ کا انتقال ہوا وہاں آپ نے زندگی میں سات ہزار مرتبہ قرآن مجید تلاوت کیا۔(ص:109)
- حضرت عبداللہ بن ادریس رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ کی صاحبزادی رونے لگی۔ آپ نے فرمایا رو نہیں میں اس گھر میں چار ہزار مرتبہ قرآن مجید ختم کیا ہے۔(ص:109)
- حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ ہر روز دو مرتبہ قرآن پاک ختم فرماتے۔(ص:110)
- حضرت شمش الدین بن احمد بن عثمان ترکستانی رحمۃ اللہ علیہ فجر سے لے کر عصر تک پانچ قرآن مجید ختم کر لیا کرتے

تھے۔(ص:110)

✪ حضرت ابوبکر بن عیاش رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی میں چوبیس ہزار مرتبہ قرآن مجید کی تلاوت کی۔(ص:112)

حضرت یحییٰ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ نے بیس سال تک ہر رات میں ایک بار قرآن مجید ختم کیا اور چالیس سال تک کبھی وقتِ زوال میں مسجد سے باہر نہ تھے۔(ص:120)

✪ صاحب ہدایہ تیرہ سال کی طویل مدت تک اس کی تکمیل میں مصروف رہے اور برابر اس دوران روزے رکھتے تھے مگر ہمیشہ اس بات کی کوشش فرمایا کرتے تھے کہ ان روزوں کی کسی کو اطلاع نہ ہو، جب خادم کھانا لے کر آتا تو اس کو رکھوا دیتے، پھر کسی طالب علم کو کھلا دیتے۔جب خادم آتا برتن خالی پاتا تو یہی سمجھتا کہ انھوں نے خود کھایا ہے۔(ص:859)

بحوالہ: سلف صالحین کے ایمان افروز واقعات

مؤلف: مولانا محمد نعمان صاحب

ناشر: ادارۃ المعارف کراچی14 (besturdubooks.wordpress.com)

۵۷۔ سلطنت کی قیمت

ایک دن ابن سماک رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ ہارون رشید رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گئے، خلیفہ کو پیاس لگی اس نے پانی مانگا اور پینے ہی لگا تھا کہ ابن سماک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا امیر المؤمنین! ذرا ٹھہر جائیے! پہلے یہ بتائیے کہ اگر آپ کو پانی نہ ملے تو شدت پیاس میں آپ پانی کا ایک پیالہ کس قیمت تک خرید سکیں گے؟

خلیفہ ہارون رشید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا نصف سلطنت دے کر لے لوں گا۔ابن سماک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اب پی لیجیے۔جب وہ پی چکا تو پھر کہا اگر یہ پانی آپ کے پیٹ میں رہ جائے اور نہ نکلے تو اس کے نکلوانے کے عوض آپ کیا خرچ کریں گے؟

خلیفہ ہارون رشید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا باقی تمام سلطنت دے دوں گا۔

ابن سماک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا بس یہ سمجھ لیجیے کہ آپ کا تمام ملک ایک گھونٹ پانی اور چند قطرے پیشاب کی قیمت رکھتا ہے، پس اس پر کبھی تکبر نہ کیجیے اور جہاں تک ہو سکے لوگوں سے یکساں سلوک کیجیے۔(ص:818)

۵۸۔ ایمان کی ٹھنڈک

حضرت مولانا شاہ ابرار الحق رحمۃ اللہ علیہ کہیں جانے کے لیے کار میں بیٹھے۔گرمی خوب تھی حضرت نے فرمایا ایرکنڈیشن چلا دو۔ایرکنڈیشن چلا دیا گیا لیکن کار میں ٹھنڈک نہیں ہوئی تو حضرت نے فرمایا کیا وجہ ہے ٹھنڈک کیوں نہیں آرہی؟ تو ڈرائیور نے کہا شاید کار کا کوئی شیشہ کھلا ہوا ہے جس سے باہر کی گرمی اندر آرہی ہے۔دیکھا تو ایک طرف کا شیشہ کھلا ہوا تھا۔جلدی سے شیشہ بند کر دیا اور تھوڑی سے دیر میں پوری کار ٹھنڈی ہوگئی، گرمی اور لُو سے حفاظت ہوگئی۔

حضرت نے ایک عجیب بات فرمائی جو قابل وجد ہے، فرمایا اے سی چالو ہونے کے باوجود کار میں ٹھنڈک اس لیے نہیں آئی کہ اس کا

ایک شیشہ ذرا سا کھلا ہوا تھا، اسی طرح اگر آنکھ، زبان، کان وغیرہ کا شیشہ کھلا ہوا ہو تو دل میں ایمان کی ٹھنڈک داخل نہیں ہو سکتی، اس لیے اگر ایمان کی ٹھنڈک چاہتے ہو تو آنکھ، کان وغیرہ پر پابندی لگانا ہوگی اور ان کو بند رکھنا ہوگا۔ (ص:805)

۵۹۔ بدگمانی کا موقع

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف میں تھے، آپ کی زوجہ محترمہ آپ سے ملنے آئیں، کچھ دیر گفتگو کے بعد جانے لگیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو چھوڑنے مسجد کے دروازہ تک آئے، تو دو انصاری آدمی وہاں سے گزرے اور انھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خبردار! یہ صفیہ ہے یعنی گمان نہ کرنا کہ کوئی اجنبی عورت میرے پاس آئی ہے بلکہ یہ میری اہلیہ ہے۔ تو ان دونوں نے کہا سبحان اللہ! یارسول اللہ یعنی ہم آپ کے بارے میں کیسے بدگمانی کر سکتے ہیں اور ان پر یہ بات شاق گزری تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان انسان میں خون کی دوڑتا ہے اس لیے مجھے خوف ہوا کہ وہ کہیں تمھارے دل میں بدگمانی نہ پیدا کردے۔ (ص:792)

بحوالہ: سلف صالحین کے ایمان افروز واقعات

مؤلف: مولانا محمد نعمان صاحب

ناشر: ادارۃ المعارف کراچی 14 (besturdubooks.wordpress.com)

۶۰۔ بدنیتی کا اثر

امام فخرالدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے ایران کے بادشاہ نوشیروان عادل کا واقعہ نقل کیا ہے کہ وہ ایک بار شکار کھیلنے نکلا اور دوڑ لگاتا ہوا آگے نکل گیا اور اپنے لشکر سے جدا ہو گیا۔ اسے پیاس کی شدت محسوس ہوئی اور وہاں ایک باغ نظر آیا، وہ اس میں داخل ہوا، دیکھا کہ انار کے درخت ہیں اور ایک لڑکا بھی وہاں موجود ہے، بادشاہ نے لڑکے سے کہا کہ ایک انار مجھے دو، لڑکے نے ایک انار دیا، بادشاہ نے اس کو چھیلا اور اور اس کا رس نکالا تو لبالب نکلا، بادشاہ کو یہ انار کا باغ بہت پسند آیا، تو دل میں عزم کرلیا کہ یہ باغ اس کے مالک سے چھین لوں گا، پھر اس لڑکے سے کہا کہ ایک انار اور لاؤ، اس نے ایک انار اور لا کر دیا، جب اس میں سے رس نکالا تو بہت کم نکلا اور ساتھ ہی کھٹا بدمزہ بھی تھا۔

نوشیروان نے لڑکے سے کہا یہ انار ایسا کیوں ہے؟

لڑکے کہا کہ شاید بادشاہ نے ظلم کا ارادہ کیا ہے، لہٰذا اس کے ظلم کی نحوست سے انار ایسا بدمزہ ہو گیا۔

نوشیروان نے دل ہی دل میں اس ظلم کے ارادے سے توبہ کی اور لڑکے سے ایک انار اور لانے کے لیے کہا۔ اب جو انار لایا تو اس کا رس پہلے سے بھی زیادہ عمدہ تھا۔ بادشاہ نے کہا اب انار کی حالت کیوں بدل گئی؟

لڑکے نے کہا شاید بادشاہ نے توبہ کرلی ہو۔

جب بادشاہ نے یہ بات سنی تو آئندہ کے لیے گناہوں سے توبہ کرلی۔ (تفسیر کبیر جلد اول: ص:107) (ص:787)

۶۱۔بہترین انسان

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک مہمان آیا۔آپ نے عشاء کی نماز پڑھی اور کچھ لکھنے کے لیے بیٹھ گئے،مہمان بھی پاس بیٹھا تھا کہ چراغ بجھنے لگا تو مہمان نے کہا امیر المؤمنین میں اٹھ کر اسے درست کرتا ہوں۔

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مہمان سے کام لینا خلاف مروت ہے۔

مہمان نے کہا تو پھر میں غلام کو جگا دوں؟

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا نہیں وہ ابھی سویا ہے،خود اٹھے اور چراغ کو درست کر دیا۔

مہمان کہنے لگا امیر المؤمنین آپ نے خود کیوں تکلیف اٹھائی؟

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں گیا تو اس وقت بھی عمر تھا لوٹ کے آیا تو بھی وہی عمر ہوں،اللہ تعالیٰ کے ہاں بہترین انسان وہ ہے جو متواضع ہو۔(ص:783)

۶۲۔خادم کے ذمہ کا کام

حضرت ابو قلابہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے پاس آیا تو دیکھا کہ آپ آٹا گوندھ رہے ہیں،اس شخص نے عرض کی یہ کیا ہے؟(کہ آپ خود ہی آٹا گوندھ رہے ہیں)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے فرمایا(آٹا گوندھنے والے)خادم کو ہم نے کسی کام کے لیے بھیج دیا اس لیے ہم نے اسے اچھا نہ سمجھا کہ ہم اس کے ذمہ دو کام لگا دیں۔

پھر اس آدمی نے کہا فلاں صاحب آپ کو سلام کہہ رہے تھے،حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے فرمایا تم کب آئے تھے؟

اس آدمی نے عرض کیا اتنے عرصہ سے آیا ہوں۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے فرمایا اگر تم اس کا سلام نہ پہنچاتے تو پھر یہ وہ امانت شمار ہوتی جو تم نے ادا نہیں کی (یعنی تمھارے ذمہ باقی رہتی)(ص:781)

۶۳۔اللہ کو قرض دینا

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ جب قرآن مجید میں یہ آیت اتری کہ کون ہے جو اللہ کو قرض دے،تو حضرت ابو دحداح انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! کیا اللہ واقعی ہم سے قرض چاہتا ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو دحداح! جی ہاں۔

انھوں نے عرض کیا اللہ کے رسول! اپنا ہاتھ لائیے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ میں دیا۔

حضرت ابو دحداح نے عرض کیا کہ میں نے اپنا باغ اپنے رب کو قرض دے دیا۔ان کا ایک کھجوروں کا باغ تھا جس میں چھ سو درخت تھے،اس وقت ان کی بیوی ام دحداح اپنے بچوں کے ساتھ باغ میں تھیں۔آپ باغ میں واپس آئے اور آواز دی کہ اے ام دحداح،انھوں نے فرمایا جی ابو دحداح۔

حضرت ابو دحداح رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے فرمایا باغ سے نکلو کیوں کہ اس کو میں نے اپنے رب کو قرض میں دے دیا۔

بیوی نے کہا ابو دحداح! آپ کی تجارت کامیاب رہی،اور اس کے بعد اپنے سامان اور اپنے بچوں کو لے کر باغ سے نکل آئیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابو دَحدَاح کے لیے جنت میں کتنے ہی شاداب اور پھل دار درخت ہیں۔(تفسیر ابن کثیر جلد :8۔الحدید:11)(ص:780)

۶۴۔اللہ کے سپرد

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی خدمت میں ایک شخص اپنے بیٹے کے ساتھ حاضر ہوا،دونوں میں اس قدر مشابہت تھی کہ آپ حیران ہو گئے۔آپ نے فرمایا میں نے باپ بیٹے میں اس طرح کی مشابہت نہیں دیکھی۔آنے والے شخص نے عرض کیا امیر المؤمنین! میرے بیٹے کی پیدائش کا بڑا عجیب قصہ ہے۔اس کی پیدائش سے پہلے جب میری بیوی امید سے تھی تو مجھے ایک جہادی معرکہ میں جانا پڑا،بیوی بولی آپ مجھے اس حالت میں چھوڑ کر جارہے ہیں

میں نے کہا آپ کے پیٹ میں جو کچھ ہے میں اسے اللہ کے پاس امانت رکھ کر جارہا ہوں۔یہ کہہ کر میں جہادی مہم میں نکل پڑا۔ایک عرصہ کے بعد واپس ہوا تو یہ دردناک خبر ملی کہ میری بیوی انتقال کر چکی ہے اور جنت البقیع میں دفن کی گئی ہے،میں اس کی قبر پر گیا دعا کی اور آنسوؤں سے دل کا غم ہلکا کیا۔رات کو مجھے اس قبر سے آگ کی روشنی بلند ہوتی ہوئی محسوس ہوئی۔میں رشتے داروں سے معلوم کیا تو انھوں نے کہا رات کو اس قبر سے آگ کے شعلے بلند ہوتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔میری بیوی ایک پاکباز اور نیک خاتون تھی۔میں اسی وقت اس کی قبر پر گیا تو وہاں یہ حیرت انگیز منظر دیکھا کہ قبر کھلی ہوئی ہے،میری بیوی اس میں بیٹھی ہے،بچہ اس کے پاس ہے اور یہ آواز سنائی دے رہی ہے،اے اپنی امانت کو اللہ کے سپرد کرنے والے! اپنی امانت لے لے،اگر تم اس بچے کی ماں کو بھی اللہ کے سپرد کر کے جاتے تو واللہ! آج اسے بھی پاتے،میں نے قبر سے بچہ اٹھایا اور قبر اپنی اصلی حالت پر آگئی،امیر المؤمنین! یہ وہی بچہ ہے۔(ص:779)

۶۵۔زکوٰۃ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میرے ہاتھ میں چاندی کا چھلہ دیکھا،پوچھا کیا ہے اے عائشہ؟

میں نے کہا میں نے آپ کی زینت کے لیے یہ بنوایا ہے۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی زکوٰۃ نکالتی ہو کہ نہیں؟

میں کہا نہیں یا جو اللہ نے چاہا،تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمھارے جہنم جانے کے لیے کافی ہے۔(سنن ابی داؤد۔رقم

الحدیث:1565)(ص:755)

بحوالہ:سلف صالحین کے ایمان افروز واقعات

مؤلف:مولانا محمد نعمان صاحب

ناشر:ادارۃ المعارف کراچی14(besturdubooks.wordpress.com)

۶۶۔حکمت

سلطان الحکم اپنے باپ کی طرح عادل تھا۔اتفاقاً سلطان الحکم کے محل کی توسیع میں ایک غریب بیوہ کی جائیداد آ گئی،اس بیوہ سے کہا بھی گیا کہ اس جائیداد کو معقول داموں میں فروخت کر دے،مگر موروثی جائیداد کی وجہ سے اس نے انکار کر دیا۔خلیفہ کے کارندوں نے زبردستی وہ زمین لے لی اور بنگلہ تعمیر ہو گیا۔اس عورت نے قاضی کے روبرو استغاثہ پیش کیا،قاضی نے کہا تو تامل کریں انصاف سے کام لوں گا۔

جس روز سلطان الحکم پہلے پہل مکان اور باغ کا ملاحظہ کرنے گیا تو قاضی بھی خبر پا کر پہنچ گیا اور اپنے ساتھ ایک گدھا مع خالی بورا ہمراہ لیا،سلطان الحکم کا سامنا ہوا تو قاضی نے کہا امیر المؤمنین!اس زمین کی کچھ مٹی مجھے چاہیے،اجازت ہو تو لے لوں،خلیفہ نے مسکرا کر اجازت دے دی۔قاضی نے بورا مٹی سے بھر لیا اور سلطان الحکم سے درخواست کی کہ اس بورے کو گدھے پر رکھنے میں میری معاونت فرمائیں۔

سلطان الحکم قاضی کی اس حرکت کو مزاق سمجھ رہا تھا۔چناں چہ بورا ہر دو اٹھانے لگے،مگر بھاری وزن تھا اٹھ نہ سکا،سلطان الحکم ہانپ گیا۔قاضی نے کہا سرکار اس بوجھ کو تو آپ اٹھا نہ سکے تو انصاف کے دن کو یہ جو زمین بڑھیا کی ضبط کر لی ہے وہ کس طرح اٹھائیں گے؟ کیوں کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے بڑھیا دعویٰ ضرور کرے گی۔

سلطان الحکم آبدیدہ ہو گیا اور حکم دیا کہ فوراً بڑھیا کی زمین اس کو واپس کرو اور کہا محل کا وہ حصہ معہ ساز و سامان کے میں نے اس کو دے دیا۔غرضیکہ بڑھیا مالا مال ہو گئی۔(ص:722)

۶۷۔درود شریف

حضرت حفص بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں امام ابوزُرعہ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ وہ آسمان پر فرشتوں کے ساتھ نماز پڑھنے میں مشغول ہیں،میں نے پوچھا کہ آپ کو یہ مقام کس طرح ملا؟

انھوں نے فرمایا کہ میں نے اپنے ہاتھ سے ایک لاکھ حدیث بنوی صلی اللہ علیہ وسلم لکھی ہیں اور ہر حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر مکمل درود شریف لکھا۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ایک مرتبہ مجھ پر درود پڑھا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔(ص:720)

۶۸۔جذبہ شکر

ایک مرتبہ حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ گھر سے نکلے تو پاؤں میں پہننے کے لیے جوتے نہیں تھے۔ دل ہی دل میں کہنے لگے یا اللہ! تو نے مجھے جوتے بھی نہیں دیئے ہیں۔ پھر تھوڑی دور گئے تو دیکھا کہ ایک فقیر بھیک مانگ رہا ہے، جس کے دونوں پاؤں رانوں تک کٹے ہوئے ہیں، یہ منظر دیکھ کر حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نادم ہوئے اور اللہ تعالیٰ سے عرض کرنے لگے یا اللہ! آپ کا شکر ہے کہ مجھے صرف جوتے نہیں دیئے، اس بے چارے کو تو پاؤں ہی نہیں دیئے، اگر تو مجھے اس جیسا بنا تا تو میں کیا کرسکتا تھا؟ (ص:715)

۶۹۔ مطالعہ

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ایک مرتبہ حضرت انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ سخت بیمار تھے اور کافی عرصہ تک بیمار رہے، ایک صبح فجر کے بعد یہ افواہ مشہور ہوگئی کہ حضرت کا وصال ہوگیا ہے۔ ہم سب حضرت کے مکان کی طرف گئے، حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ بھی ساتھ تھے، وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ خبر غلط تھی البتہ تکلیف کی شدت برقرار ہے۔

ہم سب جب حضرت کے کمرے میں پہنچے تو دیکھا کہ حضرت نماز کی چوکی پر بیٹھے ہیں سامنے تکیہ پر کتاب رکھی ہے اور اندھیرے کی وجہ سے جھک کر اس کا مطالعہ کر رہے ہیں۔ چناں چہ حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ حضرت یہ بات سمجھ میں نہیں آئی کہ اول وہ کون سے بحث رہ گئی ہے جو آپ کے مطالعہ میں نہ آچکی ہو اور اگر بالفرض کوئی بحث ایسی ہو تو اس کی فوری ضرورت کیا پیش آ گئی ہے کہ اسے چند روز مؤخر نہیں کیا جاسکتا اور اگر بالفرض کوئی فوری ضرورت کا مسئلہ ہے تو ہم خدام کہاں مر گئے ہیں؟

حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کچھ دیر تو انتہائی معصومیت اور بیچارگی کے انداز میں علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف دیکھتے رہے پھر فرمایا بھائی ٹھیک کہتے ہو لیکن یہ کتاب بھی تو ایک روگ ہے اس روگ کا کیا کروں؟ (ص:707)

بحوالہ: سلف صالحین کے ایمان افروز واقعات

مؤلف: مولانا محمد نعمان صاحب

ناشر: ادارۃ المعارف کراچی14 (besturdubooks.wordpress.com)

۷۰۔ مہمانان رسول اللہ کی خدمت

ایک مرتبہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ طلباء کو پڑھا رہے تھے کہ درس حدیث میں بارش شروع ہوگئی۔ طلبہ نے جلدی جلدی کتابیں اور رتپائیاں اٹھائیں اور چل دیئے۔ اس کے بعد طلباء نے دیکھا کہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے کندھے کی چادر میں طلباء کی جوتیاں ڈالیں ہوئی ہیں اور اٹھائے چلے آرہے ہیں۔ طلباء بہت نادم و حیرت زدہ ہوئے تو فرمایا کہ اس میں کون سی بری بات ہے؟ تمھاری خدمت کرنا تو میری نجات کا باعث ہے، طلباء دین کے لیے تو حدیث شریف کے الفاظ میں مچھلیاں سمندر میں، چیونٹیاں بلوں میں دعا کرتی ہیں اور فرشتے تمھارے قدموں کے نیچے اپنے پر بچھاتے ہیں اور تم تو مہمانان رسول اللہ ہو کہ حدیث پڑھنے آئے ہو۔ (ص:680)

۷۱۔کھانا کھلانا

حضرت ابراہیم علیہ السلام بڑے مہمان نواز تھے،ایک مرتبہ ایک مجوسی آپ کے پاس آیا تو اسے کہا تو مسلمان ہوجا میں تجھے کھانا کھلاؤں گا،اس نے جواب دیا میں مذہب نہیں بدلتا اور اٹھ کر چل دیا۔تھوڑی دیر میں وحی نازل ہوئی اور حضرت جبرائیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا پیغام لے کر نازل ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اے میرے خلیل! یہ ستر سال سے میرا نافرمان ہے لیکن میں نے اس کی روٹی پانی بند نہیں کی اسے کھلایا پلایا ہے،اگر آپ بھی ایک وقت کھلا دیتے تو کیا حرج تھا،اس کو واپس بلا کر کھانا کھلائیے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام بھاگے بھاگے اس مجوسی کے پاس گئے اور کھانا کھانے کی دعوت دی،مجوسی نے کہا اب کیا ہوگیا؟ پہلے تو منع کیا تھا اور اب خود بلا رہے ہو۔حضرت ابراہیم علیہ السلام نے وحی جبرائیل کا واقعہ سنایا تو اس مجوسی نے فوراً کہا ارے ابراہیم! تیرا رب اتنا مہربان تو میں بھی مسلمان ہوتا ہوں۔(ص:672)

۷۲۔پاک دامنی

ایک مرتبہ حضرت سلیمان بن یسار رحمۃ اللہ علیہ اپنے ایک ساتھی کے ساتھ مدینہ منورہ سے چلے اور دوران سفر مقام ابواء پر پڑاؤ ڈالا۔رفیق سفر کھانا لینے کے لیے گیا اور آپ خیمے میں تشریف فرما تھا۔اتنے میں ایک اعرابیہ کی نظر پہاڑی کے اوپر سے آپ پر پڑگئی اور فریفتہ ہوگئی،اور پہاڑی سے نیچے اتری اور آپ کے خیمے میں آگئی اور کہنے لگی کیا آپ مجھے ہبہ کرتے ہیں۔حضرت سلیمان بن یسار رحمۃ اللہ علیہ سمجھے کہ وہ بچا ہوا کھانا مانگ رہی ہے۔اس غرض سے دسترخوان کی طرف بڑھے تاکہ اسے کھانا دیں،کہنے لگی میں اس کی تو خواہش مند نہیں ہوں میں تو آپ سے اس بات کی خواہاں ہوں جس کی خواہاں ہر عورت مرد سے ہوتی ہے۔

آپ نے فرمایا تجھے شیطان نے تیار کر کے بھیجا ہے اور پھر آستینوں میں سر رکھ کر گریہ وزاری شروع کر دی۔جب عورت نے یہ عالم دیکھا تو واپس چلی گئی۔جب رفیق سفر واپس آیا تو اس نے رونے کی وجہ دریافت کی تو حقیقت حال سے آگاہ کیا۔رفیق سفر نے دسترخوان لگایا اور وہ بھی رونے لگا۔آپ نے پوچھا تم کیوں رو رہے ہو؟ کہنے لگا اگر میں آپ کی جگہ ہوتا تو میرا صبر کا دامن چھوٹ جاتا۔

پھر جب مکہ پہنچے اور حجر اسود کے پاس بیٹھے تو آنکھ لگ گئی اور حضرت یوسف علیہ السلام کی زیارت نصیب ہوئی تو عرض کیا عزیز مصر کی عورت معاملہ میں آپ کی عجیب شان ہے۔حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا آپ کی شان ابواء کی عورت کے ساتھ تو اس سے بھی عجیب ہے۔(ص:668)

بحوالہ:سلف صالحین کے ایمان افروز واقعات

مؤلف:مولانا محمد نعمان صاحب

ناشر:ادارۃ المعارف کراچی14(besturdubooks.wordpress.com)

۷۳۔استاد کی تربیت

کسریٰ کے بادشاہ نے اپنے لڑکے کو پڑھانے کے لیے ایک استاد مقرر کیا۔جب لڑکے نے پڑھ کر علم وفضل میں تکمیل کر لی تو استاد نے ایک دن اسے بلا کر بغیر کسی جرم کے خوب پٹائی کی۔لڑکے نے یہ بات دل میں رکھ لی اور جب وہ اپنے والد کے بعد تخت نشین ہوا تو اس نے استاد کو بلا کر پوچھا کہ فلاں وقت آپ نے مجھے بغیر جرم کے کیوں مارا تھا؟

استاد نے کہا مجھے پتا تھا کہ تو باپ کے بعد تخت نشین ہوگا میں نے تیری اصلاح کے لیے پٹائی کی تھی تا کہ بعد میں تو کسی پر ظلم نہ کر سکے اور تجھے معلوم ہو جائے کہ بغیر جرم کے سزا پر کتنی تکلیف ہوتی ہے۔

اس بات سے متاثر ہو کر اس نے اپنے استاد کے لیے انعام دینے کا حکم دیا اور عزت کے ساتھ انہیں رخصت کیا۔(ص:380)

۷۴۔فکرِ آخرت

حضرت سوید بن سعید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ انھوں نے چاہ زمزم سے پانی نکالا پھر کعبۃ اللہ کی طرف منہ کر کے کہا

اے اللہ ابن ابی الموالی نے مجھ سے بیان کیا،ان سے محمد بن المنکدر نے،ان سے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زمزم کا پانی جس مقصد کے لیے پیا جائے وہ پورا ہوگا تو میں اس کو قیامت کی تشنگی سے بچنے کے لیے پیتا ہوں۔(ص:411)

۷۵۔بخشش کا عمل

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کو انتقال کے بعد ایک مرید نے خواب میں دیکھا اور پوچھا کیا حال ہے؟

انھوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے قریب کھڑا کر کے فرمایا اے شبلی تجھے معلوم ہے کہ میں نے کس عمل کی برکت سے تجھے بخش دیا؟

میں نے عرض کیا یا اللہ! آپ نے کسی نیک عمل کی برکت سے مجھے بخش دیا ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا نہیں۔میں نے عرض کیا اخلاص فی العبادات کی وجہ سے؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا نہیں۔میں عرض کیا نیک لوگوں کی زیارت اور طلب علم کے لیے دور دراز کا سفر کرنے کی وجہ سے؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا نہیں۔میں نے عرض کیا میں تو انہی اعمال خیر کو نجات کا ذریعہ سمجھتا ہوں اور انہی کے وسیلے سے آپ کے عفو و کرم کو حاصل کرنے کا حسن ظن کیے بیٹھا ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ٹھیک ہے یہ سب نیک اعمال ہیں مگر تیری مغفرت ان اعمال کی وجہ سے نہیں ہوئی۔میں عرض کیا یا اللہ! پھر کس عمل کے طفیل میری بخشش ہوئی؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا تجھے یاد ہے تو ایک مرتبہ بغداد کی گلی میں جا رہا تھا،راستہ میں ایک بلی پر تیری نظر پڑی جو سخت سردی کی وجہ سے حرکت کرنے سے عاجز تھی اور برف باری اور سردی کی شدت کی وجہ سے وہ دیوار سے چمٹ رہی تھی تو نے اس پر ترس کھا کر اس کو اپنی پوستین میں چھپا لیا تا کہ وہ کچھ حرارت اور گرمی حاصل کر لے۔

میں نے عرض کیا ہاں میرے رب! مجھے یہ واقعہ یاد آ گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا بس اس بلی پر رحم وشفقت کرنے کی وجہ سے میں نے تجھ پر رحم کیا اور تجھے بخش دیا۔(ص:415)

بحوالہ:سلف صالحین کے ایمان افروز واقعات

مؤلف:مولانا محمد نعمان صاحب

ناشر:ادارۃ المعارف کراچی14(besturdubooks.wordpress.com)

۷۶۔تکلیف دینے والی چیز

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ایک شخص گزر رہا تھا کہ راستے میں اس کی نظر ایک درخت کی ٹہنی پر پڑی،اس نے کہا میں مسلمانوں کے راستے سے اس ٹہنی کو ضرور ہٹادوں گا تاکہ کسی مسلمان کو گزرتے ہوئے تکلیف نہ ہو،بس اس عمل کے سبب اس کی مغفرت ہوگئی۔(ص:465)

۷۷۔نماز تہجد

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کو وفات کے بعد کسی نے خواب میں دیکھا تو سوال کیا کہ حق تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اشارات اڑ گئے،عبادات غائب ہوگئیں،علوم وحقائق سب فنا ہوگئے،ہمیں فائدہ نہیں دیا سوائے ان چند رکعتوں کے جو ہم سحری کے وقت پڑھا کرتے تھے یعنی نماز تہجد نے فائدہ دیا۔(ص:465)

۷۸۔اللہ کے دوستوں کی شان

حضرت ابو حامد دوستان رحمۃ اللہ علیہ مرو میں ایک دکان پر بیٹھے تھے کہ سقہ نے ان کو پانی پینے کے لیے دیا،کچھ دیر پانی کا کٹورہ انہوں نے ہاتھ میں رکھا اور دیکھتے رہے،سقہ نے کہا اے شیخ!پانی کیوں نہیں پیتے؟انہوں نے کہا ایک مکھی پانی پی رہی ہے وہ سیراب ہوجائے اس وقت تک میں صبر کر رہا ہوں کیوں کہ حق تعالیٰ کے دوست کسی کی تکلیف دیکھ کر کچھ کھاتے پیتے نہیں ہیں۔(ص:466)

۷۹۔سبحان اللہ کہنا

حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے لشکر کے ساتھ ہوا میں اس طرح اڑتے جاتے تھے کہ پرندے ان پر سایہ فگن تھے،انس وجان دائیں بائیں تھے،اسی حالت میں بنی اسرائیل کے ایک عبادت گزار کے پاس سے گزر ہوا،اور وہ عابد ان کی شان وشوکت کو دیکھ کر کہنے لگا،اللہ کی قسم اے داؤد!اللہ نے آپ کو ایک عظیم سلطنت عطا فرمائی ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کی بات سن کر فرمایا مؤمن کے اعمال نامہ میں ایک مرتبہ سبحان اللہ کہنے کا اجر وثواب ابن داؤد کی اس سلطنت سے بہتر ہے کیوں کہ ابن داؤد کو جو کچھ ملا ہے وہ آخر کار فناہ ہوجائے گا اور سبحان اللہ کا اجر وثواب ہمیشہ باقی رہے گا۔(ص:497)

۸۰۔شیخ کا ادب

ایک مرتبہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مضمون لکھ کر نقل کے واسطے حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کو دیا،

اس میں ایک جگہ املاء کی غلطی تھی اور وہ غلطی اتفاقاً ہوگئی تھی مگر مولانا کا ادب دیکھیے کہ اس میں خود اصلاح نہیں کی بلکہ اس لفظ کی جگہ چھوڑ دی ،بعد میں حاجی صاحب سے عرض کیا کہ اس مضمون میں ایک لفظ سمجھ میں نہیں آیا اس کو دوبارہ بتلایا جائے۔

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو دوبارہ دیکھا تو قلم لے کر کاٹ دیا اور صحیح طور پر لکھ دیا اور فرمایا کہ یہاں مجھ سے املاء میں غلطی ہوگئی ۔اس کے بعد حاجی صاحب بار بار یہ واقعہ بیان فرماتے تھے اور مولانا کی تعریف کرتے تھے کہ سبحان اللہ مولانا میں ادب کا بہت ہی بڑا حصہ ہے کہ باوجود بڑے عالم ہونے کے خود غلطی کو درست نہیں کیا بلکہ اول تو دکھایا جب میں نے درست کر دیا بعد میں صحیح نقل کیا۔(ص:501)

بحوالہ:سلف صالحین کے ایمان افروز واقعات

مؤلف:مولانا محمد نعمان صاحب

ناشر:ادارۃ المعارف کراچی14(besturdubooks.wordpress.com)

۸۱۔بے نظیر استغناء

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک صاحب ملازم رکھنا چاہتے تھے،تو آپ نے فرمایا علمی لیاقت تو مجھ میں ہے نہیں اس لیے بڑا کام تو میں کر نہیں سکتا،البتہ قرآن پاک تصحیح کرلیا کروں گا۔اس میں دس روپے ماہوار دے دیا کرو۔اسی زمانے میں ایک ریاست سے تین سو روپے ماہانہ کی نوکری آگئی۔

مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ جواب میں لکھتے ہیں کہ آپ کی یادآوری کا شکر گزار ہوں مگر مجھ کو یہاں دس روپے ملتے ہیں،پانچ روپے تو میرے اہل وعیال کے لیے کافی ہوجاتے ہیں اور پانچ بچ جاتے ہیں،آپ کے یہاں سے جو تین سو روپے ملیں گے ان میں سے پانچ روپے تو خرچ میں آئیں گے،آگے دو سو پچانوے جو بچیں گے میں ان کا کیا کروں گا،مجھ کو ہر وقت یہی فکر لگی رہے گی کہ ان کو کہاں خرچ کروں اس لیے معذور رہوں،غرض یہ کہ تشریف نہیں لے گئے۔(ص:502)

۸۲۔صبر

حکیم لقمان رحمۃ اللہ علیہ نے ایک باغ میں نوکری کرلی،مالک باغ میں آیا اور ان سے ککڑیاں منگوائیں اور ان کو تراش کر ایک ٹکڑا ان کو بھی دیا وہ بے تکلف کھاتے رہے۔یہ دیکھ کر کہ بڑے مزے سے کھارہے ہیں مالک نے ایک قاش اپنے منہ میں رکھ لی تو وہ کڑوی تھی ،فوراً تھوک دی اور کہا،اے لقمان!تم اس کڑوی ککڑی کو بڑے مزے سے کھارہے ہو۔

حکیم لقمان رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہاں کڑوی تو ہے۔

مالک نے کہا پھر تم نے کیوں نہیں کہا کہ یہ کڑوی ہے؟

حکیم لقمان رحمۃ اللہ علیہ نے کہا میں کیسے کہتا،مجھے یہ خیال ہوا کہ جس ہاتھ سے ہزاروں مرتبہ میٹھی چیزیں کھائیں ہیں اگر اس ہاتھ سے ایک کڑوی چیز ملی تو اس کو کیا منہ پر لاؤں؟(ص:513)

۸۳۔کمال استغناء

ناساز گار حالات میں نواب آف بہاولپور ایک مسئلے کی تحقیق کے لیے مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسے میں آئے تو بڑے متاثر ہوئے اور پیشکش کی کہ اگر آپ قبول فرمائیں تو مدرسہ کے تمام اخراجات کا بندوبست میں کر دیا کروں؟

مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا نواب صاحب! میں طلباء کے پیٹ میں مشکوک روزی کے لقمے نہیں ڈالنا چاہتا۔(ص:514)

۸۴۔طلباء کا خیال رکھنا

ایک بار مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے مولانا عبدالرزاق نے عرض کیا کہ آپ گھر کی ضروریات کا خیال نہیں کرتے اور سب کچھ طالب علموں پر خرچ کر دیتے ہیں؟

مولانا نے جواب دیا بیٹا مجھے اور تم سب کو ان طالب علموں کا ممنون ہونا چاہیے کہ ان کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ہمیں عزت کی روٹی دے رہا ہے، ہمارے رزق میں برکت انہی کی وجہ سے تو ہے یہ ہمارے نہیں اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں۔(ص:515)

۸۵۔پانی بھرنا

حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ ہر روز جب کہ تمام طلباء خواب شیریں کے مزے لے رہے ہوتے تھے۔خود ہی کوزوں میں پانی بھر دیا کرتے تھے۔طلباء جب فجر کی نماز کے لیے بیدار ہوتے تو کوزے پانی سے بھرے ہوئے ملتے۔آپ فرماتے جو لوگ اللہ تعالیٰ کے دین کا علم حاصل کرتے ہیں ان کی تھوڑی سی خدمت سے مجھے بھی ثواب حاصل ہو جائے۔(ص:515)

۸۶۔آیت الکرسی کی برکت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں زکوٰۃ کے مال پر نگران مقرر فرمایا، ایک شخص آیا اور مٹھی بھر کر جانے لگا تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے اس کو پکڑ لیا، تو اس نے عذر کیا کہ میں محتاج ہوں، میرے ذمہ اہل وعیال ہیں اور میں سخت حاجت مند ہوں۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے اسے چھوڑ دیا۔صبح ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ وہ تمھارے قیدی کا کیا ہوا؟

انھوں نے عرض کی کہ اس نے حاجت بتائی تو میں نے اس کو چھوڑ دیا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ دوبارہ آئے گا۔چناں چہ وہ دوسری رات بھی آیا اور مٹھی بھر کر جانے لگا تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے اسے دوبارہ پکڑ لیا، اس نے وہی پھر اپنی ضرورت وحاجت کا اظہار کیا تو انھوں نے چھوڑ دیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کو پھر پوچھا تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے وہی جواب عرض کیا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ پھر آئے گا۔وہ تیسری رات بھی آیا تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے اسے پھر پکڑ لیا اور فرمایا کہ میں تجھے نہیں چھوڑوں گا، تو بار بار وعدہ کرتا ہے کہ نہیں آؤں گا مگر پھر وہی حرکت کرتا ہے میں تجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کروں گا، اس پر اس نے کہا کہ اگر تم مجھے چھوڑ دو تو میں تم کو کچھ کلمات سکھاتا ہوں جو تم کو نفع دیں گے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے پوچھا وہ کیا ہیں؟
تو اس نے کہا جب تم اپنے بستر پر جاؤ تو آیت الکرسی پڑھ لو تمھارے لیے اللہ کی جانب سے ایک محافظ مقرر ہو جاتا ہے اور صبح ہونے تک شیطان تمھارے قریب نہیں آسکتا۔
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے اس کو چھوڑ دیا اور جب صبح ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سارا قصہ سنایا۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس نے سچ کہا اگر چہ وہ جھوٹا ہے، کیا جانتے ہو وہ کون تھا؟ انھوں نے عرض کیا نہیں۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ شیطان تھا۔(ص:529)
بحوالہ: سلف صالحین کے ایمان افروز واقعات
مؤلف: مولانا محمد نعمان صاحب
ناشر: ادارۃ المعارف کراچی14 (besturdubooks.wordpress.com)

۸۷۔جنت کی چابی

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کو مراقبہ میں حکم ہوا کہ یہود کا لباس زیب تن کر کے دیر سمعان میں جائیں اور ان کی عید میں شرکت کریں۔آپ گھبرائے لیکن متواتر اشارے ہوتے رہے۔آخر آپ وہاں گئے۔وہاں بڑے بڑے راہب تقریر کرنے کے لیے کھڑے ہوئے لیکن وہ تقریر پر قادر نہ ہو سکے۔آخر خاموش ہو گئے۔مجمع میں شور ہوا کہ یہ سکوت کیوں ہے؟
ایک بڑے راہب نے کہا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے مجمع میں کوئی محمدی آگیا ہے۔لوگوں نے کہا ہمیں بتاؤ تا کہ ہم اسے قتل کر دیں۔راہب نے کہا کہ بغیر دلیل کے قتل نہیں کرنا چاہیے۔پھر راہب نے کہا اے محمدی میں تجھے تیرے نبی کا واسطہ دیتا ہوں کہ تو جس جگہ بیٹھا ہے کھڑا ہو جا اگر تو نے اسلام کے متعلق ہمارے شبہات کو دور کر دیا تو ہم تیری پیروی کریں گے اور اگر مطئن نہ کر سکا تو تجھ کو قتل کر دیں گے۔آپ یہ سن کو کھڑے ہو گئے اور سوالات کی اجازت دی۔
1۔راہب نے پوچھا کہ بتائیے وہ ایک کیا ہے جس کا دوسرا نہیں ہے؟
حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ایسا ایک جس کا کوئی ثانی نہ ہو وہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے۔
2۔راہب نے پوچھا کہ وہ دو کیا ہیں جن کا تیسرا نہیں؟
حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ دونوں دن اور رات ہیں جن کا تیسرا نہیں۔
3۔راہب نے پوچھا کہ وہ تین کیا ہیں جن کا چوتھا نہیں؟
حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا عرش۔کرسی۔قلم۔
4۔راہب نے پوچھا کہ وہ چار چیزیں بتائیے جن کا پانچواں نہیں؟
حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تورات۔زبور۔انجیل اور قرآن مجید یہ چار ایسی کتابیں ہیں جن جیسی پانچویں کتاب

نہیں۔

5۔راہب نے پوچھا کہ ایسے پانچ بتائیے جن کا چھٹا نہیں؟

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا پانچ فرض نمازیں۔

6۔راہب نے پوچھا کہ وہ چھ کیا ہیں جن کا ساتواں نہیں؟

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا وہ چھ دن ہیں جن میں زمین وآسمان کی تخلیق ہوئی۔

7۔راہب نے پوچھا کہ ایسی سات چیزیں بتائیے جن کا آٹھواں نہ ہو؟

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا سات آسمان۔

8۔راہب نے پوچھا کہ وہ آٹھ چیزیں کیا ہیں جن کا نواں نہیں؟

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا حاملان عرش۔

9۔راہب نے پوچھا کہ وہ نو چیزیں بتائیے جن کا دسواں نہیں؟

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا حضرت صالح علیہ السلام کی قوم میں نو بڑے بدمعاش تھے اس میں دسواں نہیں تھا۔

10۔راہب نے پوچھا کہ عشرہ کاملہ سے کیا مراد ہے؟

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جوشخص حج تمتع کرے اور قربانی کرنے کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو اس کو دس روزے رکھنے چاہئیں ان دس ایام کے روزوں کو عشرہ کاملہ کہا جاتا ہے۔

11۔راہب نے پوچھا کہ وہ گیارہ۔بارہ۔تیرہ چیزیں کیا ہیں جن کا خدا نے تذکرہ کیا ہے؟

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا حضرت یوسف علیہ السلام کے گیارہ بھائی۔بارہ مہینے۔اور حضرت یوسف علیہ السلام نے خواب میں تیرہ چیزوں کو سجدہ کرتے دیکھا۔

12۔راہب نے پوچھا کہ وہ کون سی قوم ہے جس نے جھوٹ بولا اور جنت میں گئی اور وہ کون لوگ ہیں جنہوں نے سچ بولا اور دوزخ میں جائیں گے؟

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے جھوٹ بولا مگر جنت میں گئے اور یہود ونصاریٰ آپس میں ایک دوسرے کی تکذیب کرنے میں سچے ہیں لیکن دوزخ میں جائیں گے۔

راہب نے پوچھا کہ ان آیات کی تفسیر کیا ہے؟ وَالذّٰرِیٰتِ ذَرْوًا ۝ فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا ۝ فَالْجٰرِیٰتِ یُسْرًا ۝ فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا ۝ (سورہ الذٰریت)

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ذٰریت سے مراد ہوائیں ہیں حٰملت سے مراد پانی سے بھرے ہوئے بادل اور جٰریت سے مراد کشتیاں ہیں اور مقسمٰت سے مراد فرشتے ہیں جو رزق تقسیم کرتے ہیں۔

13۔راہب نے پوچھا کہ وہ کیا چیز ہے جس کی طرف تنفس کی نسبت کی گئی ہے مگر اس میں روح نہیں ہے لیکن پھر بھی نفس موجود ہے؟

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا وہ صبح صادق ہے جس میں روح نہیں لیکن تنفس موجود ہے۔

14۔راہب نے پوچھا کہ وہ چودہ چیزیں کیا ہیں جن کو اللہ تعالیٰ سے تکلم کا شرف حاصل ہے؟

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں۔

15۔راہب نے پوچھا کہ وہ قبر کون سی ہے جو اپنے مدفون کو لیے پھرتی رہی؟

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا حضرت یونس علیہ السلام کی مچھلی۔

16۔راہب نے پوچھا کہ وہ کون سا پانی ہے جو نہ آسمان سے برسا اور نہ زمین سے نکالا گیا؟

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا حضرت سلیمان علیہ السلام نے بلقیس کو جو پانی بھیجا وہ گھوڑوں کا پسینہ تھا جو نہ آسمان سے برسا اور نہ زمین سے نکلا۔

17۔راہب نے پوچھا کہ عورتوں میں بزرگ عورتیں اور دریاؤں میں سب سے افضل دریا کون سے ہیں؟

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا عورتوں میں بزرگ عورتیں حضرت حوا۔سیدہ خدیجہ۔سیدہ عائشہ۔سیدہ فاطمہ۔بی بی آسیہ۔بی بی مریم ہیں اور دریاؤں میں افضل دجلہ۔فرات اور نیل ہیں۔

18۔راہب نے پوچھا کہ بزرگ پہاڑ اور بزرگ ترین چوپائے کون کون سے ہیں؟

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جبل طور اور گھوڑے۔

19۔راہب نے پوچھا کہ مہینوں میں سب سے بہتر مہینہ کون سا ہے اور راتوں میں بہتر رات کون سی ہے؟

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا سب سے بہتر مہینہ رمضان المبارک اور بہتر رات لیلۃ القدر ہے۔

20۔راہب نے پوچھا کہ ایک درخت میں بارہ ٹہنیاں ہیں اور ہر ٹہنی میں تیس پتے ہیں اور ہر پتے میں پانچ پھول ہیں دو دھوپ میں ہیں تین پھولوں پر سایہ ہے یہ درخت کون سا ہے؟

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا درخت سے مراد سال ہے ٹہنیوں سے مراد بارہ مہینے ہیں پتوں سے مراد تیس دن ہیں پھولوں سے مراد پانچ نمازیں ہیں اور ان میں سے دو دھوپ میں ظہر اور عصر ہیں تین سائے میں مغرب۔عشاء اور فجر ہیں۔

21۔راہب نے پوچھا کہ وہ چار چیزیں بتائیے جو نہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئیں اور نہ باپ کی پیٹھ سے گزریں؟

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا مینڈھا۔حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹی۔حضرت آدم وحوا۔

22۔راہب نے پوچھا کہ سب سے پہلا خون جو زمین پر بہا وہ کس کا تھا؟

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا سب سے پہلا خون ہابیل کا تھا جو قابیل نے بہایا۔

23۔راہب نے پوچھا کہ وہ کون سی چیز ہے جس کو خدا نے پیدا کیا اور پھر خود ہی خرید لیا؟

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مؤمن کا نفس۔

24۔راہب نے پوچھا کہ وہ کون سی آواز ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اور پھر اس کی برائی بیان کی؟

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا وہ گدھے کی آواز ہے۔

25۔راہب نے پوچھا کہ وہ کون سی مخلوق ہے جس کو اللہ نے پیدا کیا اور اس کی عظمت سے خوف دلایا؟

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا عورت کا مکر۔

26۔راہب نے پوچھا کہ وہ کیا چیز ہے جس کو خود ہی خدا نے پیدا کیا اور پھر خود ہی اس کے متعلق سوال کیا؟

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا۔

27۔راہب نے پوچھا کہ وہ کون سی چیز ہے جس نے کعبۃ اللہ کا طواف کیا حالانکہ اس میں نہ روح ہے اور نہ اس پر حج فرض ہے؟

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی جب طوفان کی حالت میں جزیرہ عرب میں پہنچی تو خانہ کعبہ کا طواف کیا۔

28۔راہب نے پوچھا کہ اللہ نے کتنے نبی مرسل پیدا کیے اور کتنے غیر مرسل؟

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا صحیح علم تو اللہ ہی کو ہے لیکن روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی ہوئے ہیں جن میں سے تین سو تیرہ مرسل اور باقی غیر مرسل تھے۔

29۔راہب نے پوچھا کہ وہ چار چیزیں کیا ہیں جن کی اصل تو ایک ہے مگر ان کا رنگ و مزہ الگ الگ ہے۔

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا وہ چار چیزیں آنکھ۔ناک۔کان اور منہ ہے۔آنکھ کا پانی کھارا۔منہ کا تھوک میٹھا۔ناک کی رطوبت ترش اور کان کی رطوبت بدبودار ہے۔

30۔راہب نے پوچھا کہ گدھا اپنی آواز میں کیا کہتا ہے؟

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا لعن اللہ العشار (اللہ ٹیکس وصول کرنے والے پر لعنت کرے)۔

31۔راہب نے پوچھا کہ کتا اپنی آواز میں کیا کہتا ہے؟

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اہل جہنم پر خدا کے غضب سے ہلاکت نازل ہو۔

32۔راہب نے پوچھا کہ بیل کی تسبیح کیا ہے؟

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا سبحان اللہ و بحمدہ۔

33۔راہب نے پوچھا کہ اونٹ کی تسبیح کیا ہے؟

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا حسبنا اللہ و کفیٰ باللہ و کیلا۔

34۔راہب نے پوچھا کہ طاؤس کی تسبیح کیا ہے؟
حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا الرحمن علی العرش استوٰی۔
35۔راہب نے پوچھا کہ بلبل کی خوش الحانی کیا ہے؟
حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا سبحان اللہ حین تمسون وحین تصبحون۔
36۔راہب نے پوچھا کہ وہ کیا چیز ہے جس پر خدا نے وحی بھیجی لیکن نہ وہ انسان ہے نہ جن اور نہ فرشتہ؟
حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا شہد کی مکھی۔
اس کے بعد راہب نے کوئی سوال نہ کیا تو حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اب تم میرے سوال کا جواب دو کہ جنت کی کنجی کیا ہے؟
راہب نے کہا کہ اگر میں نے اس سوال کا جواب دے دیا تو یہ مجمع مجھے ختم کر دے گا۔
مجمع کے لوگوں نے یک زبان ہو کر کہا ہرگز نہیں ہم تمھیں قتل نہیں کریں گے تم صحیح جواب دو۔
راہب نے کہا تو پھر سن لو جنت کی کنجی ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔
راہب کی یہ بات سن کر تمام مجمع نے کلمہ پڑھا اور حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھوں پر مشرف با اسلام ہوا۔(ہفت روزہ ختم نبوت)

۸۸۔شکر

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ بچپن میں جب آپ مکتب میں زیر تعلیم تھے۔سورۂ لقمان کی اس آیت پر پہنچے اَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ۔ یعنی ”میرا شکر ادا کرو اور اپنے ماں باپ کا“۔تو استاد گرامی سے رخصت لے کر گھر آئے اور والدہ ماجدہ سے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ”شکر کر میرا اور اپنے والدین کا“۔لیکن میرے لیے دو گھروں سے نباہ مشکل ہے لہٰذا یا تو آپ مجھے خدا تعالیٰ سے مانگ لیں تا کہ آپ ہی کا ہو رہوں یا پھر مجھے خدا تعالیٰ ہی کو سونپ دیجیے کہ اسی کا ہو رہوں۔آپ کی والدہ ماجدہ نے فرمایا کہ میں نے تجھے اپنا حق بخش دیا اور راہِ حق میں چھوڑ دیا۔یہ سن کر آپ بسطام سے نکلے اور تیس سال تک شام کے جنگلوں، صحراؤں اور بیابانوں میں ریاضت و مجاہدہ کرتے رہے اور تقریباً ایک سو سترہ علماء و مشائخ سے فیوض و برکات حاصل کیے جن میں حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرِفہرست ہیں۔
(islamiat.pk)

۸۹۔والدہ کی خدمت

ایک رات حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ نے پانی طلب کیا۔آپ پانی لینے گئے تو دیکھا کوزہ میں پانی نہ تھا، گھڑے میں دیکھا تو وہ بھی خالی تھا۔چنانچہ پانی کے لیے ندی پر گئے اور جب واپس آئے تو والدہ صاحبہ سو چکی تھیں۔شدید سردی کا موسم تھا۔آپ پانی کا کوزہ ہاتھ میں اُٹھائے کھڑے رہے۔جب والدہ ماجدہ کی آنکھ کھلی تو پانی پیا اور آپ کو دعاؤں سے نوازا اور فرمایا کہ کوزہ نیچے کیوں نہ رکھ دیا؟

عرض کیا کہ میں ڈرتا رہا کہ آپ بیدار ہو کر پانی طلب فرمائیں اور میں شاید اس وقت حاضر نہ ہوں۔(islamiat.pk)

۹۰۔رازق کو پہچاننا

ایک روز حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ امام کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے، جب نماز سے فارغ ہوئے تو امام صاحب نے آپ سے پوچھا اے شیخ! آپ کوئی کام نہیں کرتے اور نہ ہی کسی کے معاملے میں دستِ سوال دراز کرتے ہیں، آپ کھاتے کہاں سے ہیں؟

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ٹھہرو، میں نماز کا اعادہ کرلوں کیونکہ جو شخص اپنے روزی دینے والے کو نہیں پہچانتا اُس کے پیچھے نماز جائز نہیں۔(islamiat.pk)

۹۱۔عشق رسول

ایک مرتبہ ایک شخص امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی دکان پر کپڑا خریدنے آیا۔آپ نے ملازم سے کہا کپڑا نکال کر دکھاؤ،ملازم نے تھان کھولا اور اس تھان پر ہاتھ رکھ کر صلی اللہ علیہ وسلم کہا۔یہ سن کر امام صاحب سخت برہم ہو گئے اور ملازم سے کہا تم میرے کپڑے کی تعریف درود شریف سے کرتے ہو؟اس پاداش میں آج خرید وفروخت بند رہے گی، چناں چہ ایسا ہی کیا۔(ص:567)

۹۲۔تقویٰ

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مجوسی پر کچھ قرضہ ہوگیا،ایک روز امام صاحب مجوسی کے گھر مطالبہ کے لیے گئے،جب اس کے مکان کے قریب پہنچے تو امام صاحب کی جوتی کو اتفاقاً نجاست لگ گئی،آپ نے جوتی سے نجاست کو دور کرنے کے لیے اسے جھاڑا تو کچھ نجاست مجوسی کی دیوار پر لگ گئی،اس صورت حال سے امام صاحب بہت پریشان ہوئے اور دل میں کہا کہ اگر میں نجاست کو اسی طرح رہنے دیتا ہوں تو یہ دیوار قبیح ہوجائے گی اور اگر اس کو کریدتا ہوں تو اس سے دیوار کی مٹی گر پڑے گی جس سے مالک مکان کو نقصان پہنچتا ہے،چناں چہ آپ نے مجوسی کے دروازے کو کھٹکھٹایا،جس پر ایک لونڈی باہر آئی،آپ نے اس سے کہا کہ اپنے مالک کو خبر دو کہ ابوحنیفہ دروازے پر کھڑا ہے۔لونڈی کی اطلاع پر مجوسی باہر آیا اور اس خیال سے کہ شاید مجھ سے اپنے مال کا مطالبہ کریں گے،عذر کرنا شروع کر دیا ،آپ نے اس سے دیوار کی نجاست کا قصہ بیان کرکے فرمایا کہ اب کوئی ایسی تدبیر بتاؤ کہ تمھاری دیوار صاف ہو جائے،مجوسی نے امام صاحب کا یہ تقویٰ اور کمال احتیاط دیکھ کر کہا کہ پہلے میں اپنے آپ کو پاک کرتا ہوں چناں چہ وہ مسلمان ہوگیا۔(ص:573)

۹۳۔غیبت کا خیال

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے مسجد میں ایک شخص کو دیکھا کہ خوب تندرست موٹا تازہ ہے اور بھیک مانگ رہا ہے،آپ نے اپنے دل میں اس پر طعن اور اعتراض کیا،رات کو خواب میں دیکھا کہ کوئی مردے کا گوشت کھانے کو کہتا ہے اور آپ کے انکار پر کہتا ہے کہ تم نے آخر اس کی غیبت کرکے مردے کا گوشت کھایا نہیں تھا؟

آپ نے خواب میں اسے کہا کہ میں نے تو اسے کچھ نہیں کہا۔

جواب ملا غیبت دل میں نہیں ہوتی ،اول تو دل ہی میں پیدا ہوتی ہے۔
آپ بیدار ہو کر معاف کرانے چلے تو اس شخص نے آپ کو آتے دیکھ کر دور ہی سے یہ آیت پڑھی

هُوَالَّذِی یَقۡبَلُ التَّوۡبَةَعَنۡ عِبَادِهٖ

وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے۔

اور پھر کہنے لگا کہ ایسا نہ کرنا۔(ص:575)

۹۴۔چغل خور

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک شخص آیا اور کہا فلاں شخص آپ کے متعلق یہ کہتا تھا۔حضرت نے فرمایا اس نے تو پس پشت ہی کہا،لیکن تم اس سے زیادہ بے حیا ہو کہ میرے منہ پر کہتے ہو۔(ص:575)

۹۵۔نصیحت

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ مجھ سے میرے والد حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے فرمایا اے میرے بیٹے! میں دیکھ رہا ہوں کہ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ تمھیں بلاتے ہیں اور اپنے قریب بٹھاتے ہیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیگر صحابہ کے ساتھ تم سے بھی مشورہ لیتے ہیں،لہٰذا میری تین باتیں یاد رکھنا:

1۔اللہ سے ڈرتے رہنا اور کبھی ان کے سامنے جھوٹ نہ بولنا۔

2۔کبھی ان کا کوئی راز فاش نہ کرنا۔

3۔کبھی ان کے پاس کسی کی غیبت نہ کرنا۔(ص:579)

۹۶۔شفقت

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے قبیلہ بنو اسد کے ایک آدمی کو ایک کام کا امیر مقرر کیا،وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے پاس تقرر نامہ لینے آئے،اتنے میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا ایک بچہ ان کے پاس لایا گیا،آپ نے اس بچے کا بوسہ لیا۔

اس اسدی نے کہا اے امیر المؤمنین! آپ اس بچے کا بوسہ لے رہے ہیں اللہ کی قسم میں نے آج تک کبھی کسی بچے کا بوسہ نہیں لیا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے فرمایا(جب تمھارے دل میں بچوں کے بارے میں شفقت نہیں ہے) پھر تو اللہ کی قسم! دوسرے لوگوں کے بارے میں شفقت اور رحم ہوگی،لاؤ ہمارا تقرر نامہ واپس دے دو،آئندہ تم میری طرف سے کبھی امیر نہ بننا اور اسے امارت سے ہٹا دیا۔(ص:580)

۹۷۔بیت الخلاء کی صفائی

حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ آخری حج سے تشریف

لا رہے تھے تو ہم شرف زیارت کے لیے اسٹیشن پر گئے۔

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے متوسلین میں سے ایک صاحب محمد عارف ضلع جھنگ، دیو بند تک ساتھ گئے، انہوں نے بتایا کہ ریل میں ایک ہندو جنٹلمین بھی تھے، جن کو قضائے حاجت کی ضرورت پیش آئی، وہ قضائے حاجت کے لیے گئے اور الٹے پاؤں بادل نخواستہ واپس ہوئے۔

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ سمجھ گئے۔ فوراً چند سگریٹ کی ڈبیاں اِدھر اُدھر سے اکٹھی کیں اور لوٹا لے کر بیت الخلاء گئے اور اچھی طرح صفاف کر دیا اور ہندو سے کہا جائیے بیت الخلاء بالکل صاف ہے، وہ اٹھا اور جا کر دیکھا تو بہت متاثر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ یہ حضور کی بندہ پروری ہے جو سمجھ سے باہر ہے۔

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا بھائی میں نے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کیا ہے اور وہ سنت یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک یہودی مہمان نے بستر پر پاخانہ کر دیا تھا اور صبح اٹھ کر جلدی چلا گیا تھا، جب اپنی بھولی ہوئی تلوار لینے واپس آیا تو دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بہ نفس نفیس اپنے دست مبارک سے بستر کو دھو رہے ہیں، یہ دیکھ کر وہ یہودی مسلمان ہو گیا۔ (ص:583)

۹۸۔ مہمان نوازی

حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ ایک رات نصف شب کو مہمان خانہ میں تشریف لائے تو دیکھا کہ ایک خستہ حال چار پائی پر بیٹھے ہیں، آپ نے ان سے پوچھا کیوں بیٹھے ہیں؟ تو مہمان نے کہا مجھے کسی نے دسترخوان سے اٹھا دیا ہے اور میرے پاس لحاف بھی نہیں ہے۔

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ بار بار اٹھانے والے کا نام پوچھتے رہے مگر پتہ نہ چلا، آپ فوراً اندر گئے اور مہمان کے لیے کھانا لے کر آئے اور جب تک اس نے نہیں کھایا باہر بیٹھے رہے اور جب اس نے کھانا کھا لیا تو اپنے گھر سے ذاتی بستر اٹھا کر لائے اور مہمان کے لیے بچھایا اور خود ساری رات عبا اوڑھ کر گزار دی۔

مولانا فیض اللہ رحمۃ اللہ علیہ جو کہ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے بہت اصرار کیا کہ اپنا بستر لے آؤں مگر حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے گوارا نہ کیا۔ (ص:586)

۹۹۔ پیش کش

حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کو دارالعلوم میں ڈیڑھ سو روپے ماہوار ملتے تھے، ایک مرتبہ حکومت مصر کی جانب سے جامعہ ازہر میں شیخ الحدیث کی جگہ کے لیے مبلغ پندرہ سو روپے ماہوار، مکان اور موٹر بذمہ حکومت، نیز سال میں ایک بار ہندوستان کی آمدورفت کے لیے کرایہ کے وعدے پر حضرت کو دعوت دی گئی مگر حضرت نے صاف انکار کر دیا۔ (ص:589)

۱۰۰۔ بڑی خوشی

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک صاحب حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کب ہو گی؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے اس کے لیے کیا تیاری کی ہے؟

اس شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے نہ روزوں کی کثرت سے، نہ نماز کی کثرت سے، نہ صدقے کی کثرت سے اور نہ کسی چیز سے تیاری کی ہے لیکن میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی جنت میں اس کے ساتھ ہوگا جس سے محبت رکھے گا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے صحابہ کرام کو نہیں دیکھا کہ وہ اسلام کے بعد کسی چیز سے اس قدر خوش ہوئے ہوں جتنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے ہوئے۔ (ص:601)

بحوالہ: سلف صالحین کے ایمان افروز واقعات

مؤلف: مولانا محمد نعمان صاحب

ناشر: ادارۃ المعارف کراچی14 (besturdubooks.wordpress.com)